ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

قادیانی فوج سے خبردار

اسلام اور جمہوریت

خواجہ حافظ شیرازی
اور ایرانی شعوبی

میں وسکی پیتا ہوں
(وزیراعظم بھٹو)
گھر کی چک......!

ساقی نامہ

فضا لالہ و گل سے لبریز ہے
پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
خدا کے لئے بادۂ ناب دے
بُری چیز ہے یا بھلی چیز ہے
پلا ساقیا بادۂ تیز تیز
وزارت کے چشمے ابلنے لگے
سیاست کے ارباب عالی مقام
اٹھیں تو ہواؤں کے رُخ موڑ دیں
انہیں کوئی تازہ سبولا کے دے
پلا ساقیا بادۂ انگبیں

سیاست کی آب و ہوا تیز ہے
زمانے کی تاریخ ہے تیز گام
مرے جام میں خونِ پنجاب دے
وزارت بڑے کام کی چیز ہے
فضا دل کشا ہے ہوا عطر بیز
گراں خواب ٹوڈی سنبھلنے لگے
بڑے تیز رو ہیں بڑے تیز گام
بڑھیں تو چٹانوں کے دل توڑ دیں
سبولا کے دے یا لہو لا کے دے
شگفتہ غزل در شگفتہ زمیں

آغا شورش کاشمیریؒ

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

احرار رضاکار

یہ احرار رضاکار مجھے اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیارے اور عزیز ہیں نخلِ احرار کو سایہ دار بنانے کے لئے سینکڑوں نوجوانوں نے اپنا خون دیا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، سینوں پر گولیاں کھائیں، تختۂ دار پر لٹک گئے، خود باطل سے ٹکرا گئے، دریاؤں میں کود گئے اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر احرار کا سرخ ہلالی پرچم لہرا گئے، وہ شیروں کی طرح جبر و تشدد کے طوفانوں اور سیلابوں میں دیوِ استبداد کے مقابلے میں سیدھا تیرتے رہے، وہ بیڑیوں اور زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ اور جھنکار پر رقص کرتے رہے، انہیں کوئی مصیبت، کوئی مشکل اور کوئی لالچ جماعت کے دامن سے الگ نہ کرسکا۔ انہوں نے بھوکا رہ کر بھی جماعت کو زندہ رکھا، مصائب و آلام برداشت کئے اور جماعت کے اعلان پر بڑی سے بڑی جبروتی اور قہرمانی طاقت سے ٹکرا گئے۔ ان کی سرخ وردی خونِ شہادت کی آئینہ دار ہے، میں ان لوگوں کو کیسے فراموش کردوں، میں ان کا ساتھ کیسے چھوڑ دوں، میں ان ننگے بھوکوں سے کیسے منہ موڑ لوں، یہی تو میری متاعِ عزیز ہیں، یہی وہ ہیں جو کسی لالچ کے بغیر صرف جذبۂ ایمان کے تحت میرا ساتھ دیتے رہے ہیں، آزادی کے طویل سفر میں اگر کسی سے میں نے خدا کے بعد اپنی امیدوں کو وابستہ کیا تو وہ یہی عاشقانِ حق و صداقت تھے۔

بانیٔ احرار، امیرِ شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

۱۹۵۸ء

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
ستمبر ۱۹۹۰ء
جلد ۱ ● شمارہ ۹

رئیس التحریر : ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مدیر : سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبد اللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبد الحق مدظلہ

رفقاء فکر

— سید عطاء المؤمن بخاری
— سید عطاء المہیمن بخاری
— سید عبد الکبیر بخاری
— سید محمد ذوالکفل بخاری
— سید محمد ارشد بخاری
— سید خالد مسعود گیلانی
— عبد اللطیف خالد ● اختر جستجو
— عمر فاروق عمر ● خادم حسین
— قمر الحسنین ● بدر منیر احرار

زرِ معاونت اندرونِ ملک
فی پرچہ : ۵/= روپے
سالانہ : ۵۰/= روپے

بیرونِ ملک
سعودی عرب، عرب امارات مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ ۳۰۰/= روپے سالانہ پاکستانی

پبلشر : سید محمد کفیل بخاری ؛ پرنٹر : تشکیل احمد اختر ؛ مطبع : تشکیل نو پرنٹرز پرانی غلہ منڈی ملتان ؛ مقامِ اشاعت : دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

خط و کتابت کا پتہ : دار بنی ہاشم - مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون : ۷۲۸۱۳

آئینہ

صفحہ	تحریر	مضامین
۳	مدیر	دل کی بات
۵	علامہ سلیمان ندویؒ	اسلام اور جمہوریت
۷	عاصی کرنالی	اے امت رسول (نظم)
۸	حافظ مسعود احمد	مصطفٰے ماہ وصحابہ انجم
۱۴	پروفیسر عابد صدیق	کینوسس
۱۵	سید یوسف عرفان	قادیانی فوج سے خبردار
۱۹	مولانا ظفر علی خانؒ	قادیانیات
۲۰	مولانا عبدالحق	جادۂ اعتدال
۳۷	جعفر بلوچ	امیر شریعتؒ کی یاد میں
۳۸	مولانا وحید الدین خان	آنے والا دن
۳۹	شاہد کاشمیری	یونیورسٹی کی دنیا
۴۵	حاجی حق حق	آج اور کل
۴۶	مولانا شمس الدین	حافظ شیرازی اور ایرانی شعوبی
۴۹	ساجد جمشید	کھر کی جھلک
۵۱	خادم حسین	زبان میری ہے بات ان کی
۵۳	دیدہ ور	میں وہسکی پیتا ہوں -!
۵۵	ادارہ	زبانِ خلق

دل کی بات

خلیج کے بحران میں عالمی اسلام دشمن استعماری طاقتوں کا بھیانک کردار عالم اسلام کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ امریکہ کے سابق صدر نکسن نے لکھا تھا کہ "ہمیں اپنے اصل دشمن عالم اسلام کے خلاف متحد ہو جانا چاہیئے۔ وہ تیسری قوت کی صورت میں مستقبل میں ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے" موجودہ صدر بش نے کہا کہ "ہم بنیاد پرستوں (مسلمانوں) کو کہیں بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے"

کویت پر عراق کے قبضہ کو عالم اسلام اور دنیا کے اکثر ممالک نے غیر مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی موجودگی کو بھی مستحسن عمل قرار نہیں دیا جا سکتا یہ بات ہمارے عقیدہ میں شامل ہے کہ امریکہ و روس کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ موجودہ صورت حال کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ ایک طے شدہ منصوبہ ہے جس کے تحت پورے عالم اسلام کو انتشار سے دوچار کیا گیا ہے۔ سعودی عرب اور کویت دونوں نے جہاد افغانستان میں مال اور جان کو جس طرح نثار کیا ہے وہ بے مثال ہے۔ پھر سعودی عرب پوری دنیا میں اسلامی تحریکوں کی زبردست مالی و اخلاقی امداد کرنے میں سرفہرست ہے خصوصاً یورپ میں اسلامی تحریکوں کو پروان چڑھانے میں اس نے کلیدی کردار ادا کیا ہے، افغانستان میں مجاہدین کی استقامت و پامردی نے روس کے دانت کھٹے کئے تو وہ ذلت آمیز شکست کے بعد اپنی فوجوں کو وہاں سے نکالنے پر مجبور ہوا، مجاہدین نے جہاں روس کو ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار پھینکا وہاں امریکی مفادات کو بھی زک پہنچائی اور اُس کے نظام ریاست، تہذیب اور ثقافت کو قبول کرنے سے برملا انکار کیا جس پر امریکہ نے انہیں (گالی کے طور پر) بنیاد پرست قرار دیکر دست تعاون کھینچ لیا۔ مگر افغان جہاد ہنوز جاری ہے۔ اُنہیں بنیاد پرست (اصولی پرست) ہونے پر فخر و ناز ہے اور وہ اسلام کے بنیادی اصول و عقائد پر کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں۔ یوں امریکہ و روس افغانستان میں "جمہوریت" کے قیام پر متفق ہوئے اور دونوں کی قدر مشترک اسلام دشمنی ہے انہوں نے یورپ کو جنگ کے خطرات سے نکال کر مسلم دنیا کو جنگ کی ہولناکیوں میں دھکیلنے کی ٹھانی ہے۔ اور بڑی سُرعت کے ساتھ یورپ میں جنگی تنازعات کو ختم کیا دیوار برلن توڑی اور تخفیف اسلحہ کے معاہدے کر کے اپنی سوچ اور فکر کے میزائلوں کا رُخ عالم اسلام کی طرف موڑ دیا۔ اگر عراق نے کویت ہڑپ کیا ہے تو اس کے پس منظر میں مسلمانوں کے خلاف روسی انتقام کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور امریکہ نے ایک لاکھ فوج سعودی اور خلیجی صحراؤں میں اتاری ہے تو اس کے پیچھے بھی مسلم ممالک کو اقتصادی و سیاسی طور پر تباہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ جبکہ قبلہ اول پہلے ہی اُنہی کے قبضہ میں ہے۔

سرخ و سفید سامراج کی سازش کے نتیجہ میں دنیا کی اسلامی تحریکیں عربوں کے تعاون سے محروم ہو جائیں گی اور ان کے سرمایہ سے استعمار ہی متمتع ہوں گے۔ کبھی اسلامی فوجوں سے قیصر و کسریٰ کے ایوان لرزتے تھے، غبار آلود چہروں والے حُدی خواں اور بوریہ نشین وسائل کی بجائے اللہ پر یقین کامل کے سہارے اُٹھے اور یہود و نصاریٰ کی سلطنتوں کو تاراج کر ڈالا۔ مگر آہ! آج مسلمانوں نے انہیں اپنا محافظ سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے بلکہ کھلے دشمن ہیں"

صدام حسین اسرائیل کو مٹانا چاہتے ہیں تو مسلمان بھائیوں پر فوج کشی بلا جواز ہے۔ سعودی عرب کو کعبۃ اللہ کا تحفظ مطلوب ہے تو امریکی فوجوں سے تحفظ کی بھیک بھی ظلم ہے۔ امریکہ، روس دونوں کی حریص نگاہیں تیل کے ذخائر پر ہیں ہمارے دفاع پر نہیں۔ امریکی و روسی یہودی اور اسرائیلی امت مسلمہ کے مشترکہ دشمن ہیں اور اسرائیل ان دونوں کی ضرورت ہے جسے عالم اسلام کے اتحاد سے ہی ختم کیا جا سکتا۔

یومِ دفاعِ وطن:

6 ستمبر 1965ء کو پاک فوج نے دشمن کے دانت کھٹے کئے تھے۔ مگر پانچ برس بعد اس نے ہمارا مشرقی بازو کاٹ کر بدلہ چکایا۔ سقوطِ مشرقی پاکستان، شخصی مفاد و اقتدار کی سیاست اور ملک کے اساسی نظریہ سے انحراف کی سزا تھی۔ ملک اقتصادی و سیاسی بحران کے جس دَھانے پر کھڑا ہے کسی بھی محبِّ وطن کیلئے اس سے صرفِ نظر ممکن نہیں۔ ملک میں رواں تعصبات، عریانی و فحاشی اور امریکی و روسی تہذیب و ثقافت کی یلغار اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یومِ دفاعِ وطن ان غلاظتوں کو ختم کر کے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کی دعوت دیتا ہے!

7 ستمبر یومِ ختمِ نبوت:

1974ء میں اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ دراصل یہ اس جدوجہد کا منطقی نتیجہ تھا جو مجلس احرار اسلام نے امیرِ شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری کی قیادت میں 1934ء میں قادیان سے شروع کی تھی۔ 1953ء تحریک تحفظ ختمِ نبوت کا دوسرا دور ہے، جب مسلم لیگی حکمرانوں کے حکم پر دس ہزار فدائین ختمِ نبوت پاکستان کے جنرل ڈائر "اعظم خان" کے ظلم و بربریت کا نشانہ بنے، وہ گولیوں کی بوچھاڑ میں سینہ تان کے کہتے تھے، گولی آئے سینے پر۔ پھر پاک سرزمین اُن کے خون سے سرخ ہو گئی۔ مجلس احرار اسلام واحد جماعت ہے جس نے اپنے سیاسی مستقبل کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کیلئے قربان کر دیا۔ مرزائیوں کا عوامی سطح پر محاسبہ کیا۔ الحمدُللہ آج دنیا کے ہر اس ملک میں جہاں مرزائی ہیں، مسلمان بھرپور تعاقب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں شہداء ختمِ نبوت کے جذبوں کا امین بنائے۔ (آمین)

انتخابات:

ابھی تک جتوئی حکومت 24 اکتوبر کو انتخابات کے انعقاد پر قائم ہے پی پی اور آئی جے آئی کے جلسے بھی انتخابی مہم کا حصہ ہیں اور ان میں شرافت کی جو زبان استعمال ہو رہی ہے وہ سیاست دانوں کے قومی کردار کی موت ہے۔ جماعتوں کے باہمی انتشار اور شخصی اقتدار کی جنگ --- ان حالات میں دینی سیاسی جماعتوں کا اتحاد اور تیسری مضبوط طاقت کا ظہور قوم کی آرزو ہے۔ بار بار کے سیاسی تجربہ کے بعد ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ "اسلام" حکمرانوں اور سیاست دانوں کا مقصد نہیں، مجبوری ہے یہ اقتدار سے محروم ہوں تو دینی قوتوں کا وزن اپنے پلڑے میں ڈالنے کے لئے اسلام کا نام جپتے ہیں۔ برسرِ اقتدار ہوں تو پاکستان اور اسلام مختلف نظر آتے ہیں دینی رہنما پھر معتوب --- اور بد کردار مقتدر-- ان کا مقصد و مطلوب صرف اور صرف حصولِ اقتدار ہے دین ہرگز نہیں اگر حکومت کی تبدیلی لوگوں کے لئے خوشخبری تھی تو جتوئی اور کھر جیسے لوگوں کو مسلط کر کے عوام کی خوشیوں پر پانی پھیر دیا گیا ہے۔ دین پسند سیاسی جماعتوں کو اللہ نے پھر موقع دیا ہے کہ ان کے رہنما مل بیٹھیں ادغام کی بجائے ایک دوسرے کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے متحد ہو جائیں۔ انتخابات ہوں یا نہ ہوں دینی قوتوں کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ شخصی انا کو وسیع تر ملکی و دینی مفاد پر قربان کر دیں ورنہ یاد رکھیں بیالیس برس سے اس ملک میں دینِ اسلام کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس کی پاداش میں آپ بھی مجرموں کے کٹہرے میں ہوں گے یقیناً اللہ کی عدالت میں بھی بازپرس ہو گی۔

ووٹ:۔ مجلس احرار اسلام اور دیگر دینی سیاسی جماعتوں کے کارکن اپنا ووٹ کسی شیعہ، شیعہ نواز۔ مرزائی اور مرزائی نواز کے حق میں استعمال نہ کریں۔ جہاں کوئی شریف مسلمان اُمیدوار ہو تو اس کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔ ایسا ممکن نہ ہو تو ووٹ مت ضائع کریں اور اپنا حق محفوظ رکھیں۔!

علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ

اِسلام اور جمہوریت میں فرق و امتیاز

دنیا میں ایسی قومیں بھی ہیں جنھوں نے اپنے قانون کی بنیاد وحی الٰہی کے بجائے عقل انسانی پر رکھی ہے اور انسانی تجربہ و قیاس کو اپنے قانون کی اساس بنایا ہے اور کہیں صرف سردار یا بادشاہ کی شخصی خواہش اور میلانِ طبع قانون کا معیار ہے کہیں شخص نے جمہوریت کی شکل اختیار کرلی ہے اور افراد کی کثرت اور قلت اور کسی طرف رائے دینے والوں کی تعداد کی کمی اور بیشی کو صحت اور غلطی، صواب اور خطا اور حق و باطل کا معیار بنایا گیا ہے، یہ افراد و ارکان مختلف اداروں سے چنے جاتے ہیں اور مختلف فرقوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر ذاتی ہوا و ہوس نہ ہو تو بھی فرقہ وارانہ ہوا و ہوس اور جماعتی تعصب اور فرقوں کا نفع و نقصان قوانین جمہور کی بنیاد قرار پاتا ہے اور جمہوریت کے لباس میں شخصیت اور فرقہ واریت صرف اپنے نفع کی خاطر جمہوریت پر حکم نافذ کرتی ہے۔ اور جمہور کو اس کا پابند بناتی ہے۔

اگر اسلام کے قانون میں مسلم اور غیر مسلم کا ایک فرق بیچ میں حائل ہے تو جمہوری نظام میں ملکی اور غیر ملکی قوم اور غیر قوم، امیر اور غریب، سرمایہ دار اور مزدور، تجارت پیشہ اور زمیندار طبقہ اور غیر طبقہ، پارٹی اور غیر پارٹی کے بیسیوں حجابات اور دیواریں حائل ہیں جن میں سے ہر ایک اس قدر مضبوط ہے کہ اس کا ہٹانا آسان نہیں، جب کوئی تجویز معرض بحث میں آتی ہے تو انسانیت کے نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ ملک، قوم، جماعت، طبقہ اور پارٹی کے نقطۂ نگاہ سے اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس کو جمہور کے لیے آیۂ رحمت ثابت کیا جاتا ہے۔

اس جوش و خروش اور قوت اور دلیل سے جو تجویز آیۂ رحمت بن کر منظور ہوتی ہے اس کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ ہر دوسری مجلس میں وہ بیک دفعہ یا چند منزلوں کے بعد بدل جاتی ہے پھر ایک نئی تجویز اس کی جگہ پر آتی ہے اس کی عمر بھی چند روز سے زیادہ وفا نہیں کرتی، آخر وہ بھی فنا ہوجاتی ہے اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں آتی ہے اور اپنی اپنی راہ سے فنا کے گھاٹ اُتر جاتی ہے، ان تمام تغیرات کی تہ میں جو ہاتھ کام کرتا ہے وہ قومی و جماعتی اور شخصی مفاد کا ادل بدل اور تغیر ہے، ایک راہ سے جب کسی جماعت کو فائدہ نہیں پہنچتا ہے یا ایک کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہیں، تو وہ دوسری راہ سے اس کو ڈھونڈتی ہے اور جب وہ راہ بھی بند پاتی ہے تو تیسری راہ کی تلاش ہوتی ہے اور یوں ہی پوری عمر آوارہ گردی اور تلاش میں گذر جاتی ہے اور جمہور کی کو طمانیت کی دولت ہاتھ نہیں آتی۔

ان تغیرات کے باوجود جو قانون بنتا ہے، چونکہ وہ صرف ظاہری طاقت پر مبنی ہوتا ہے اس لیے اس کے چلانے میں اس کے چلانے والوں کا دل شریک نہیں ہوتا، اس لیے قدم قدم اس کے چلانے والوں کے ذاتی مفاد سے ٹکراتا ہے اور بار بار وہ حرص و طمع، غرور

تکبر، ہوا و ہوس، رشوت اور انتفاع ناجائز، خوف و ہراس اور مکر و حیلہ کے بیسیوں خلاف انسانیت جذبات سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتا ہے اور عدل و انصاف کی میزان ہاتھ سے ٹوٹ جاتی ہے۔

اسی سبب سے مصلحت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ عدل و انصاف کی یہ میزان خود دست الٰہی میں ہو، وہ جو کسی فرقہ اور کسی پارٹی میں نہیں، کسی کا ایسا نہیں جو دوسرے کا نہیں، وہ سب کا ہے اور سب کے لیے ہے اور تمام نفسانی اغراض سے پاک و بے نیاز ہے جس کو اپنے لیے اور اپنی غرض کے لیے کچھ نہیں چاہیے جس کو دنیا اور اس کی فطرت کا ایک ایک راز معلوم ہے اور جو کائنات کے ذرہ ذرہ سے آگاہ اور گوشہ گوشہ سے باخبر ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح دنیا میں عرش سے فرش تک اس نے اپنا تکوینی فرمان جس کو قانون طبعی کہتے ہیں، جاری کر رکھا ہے اسی طرح زمین پر اپنا تشریعی فرمان جس کو شریعت کہتے ہیں جاری فرمائے جو تمام تر عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ (شوریٰ: ۲) وہ اللہ جسنے حق اور ترازو کیساتھ اپنی کتاب (قانون) اتاری۔

وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ (حدید: ۳) اور نبیوں کے ساتھ کتاب (قانون) اور ترازو اتاری۔

میزان سے مقصود یہ کاٹھ اور لوہے کی ترازو نہیں، بلکہ فطرت اور عدل و انصاف اور حق کی میزان ہے جس سے سارا نظام کائنات تُل رہا ہے، اور سارے انسانی کاروبار اور اعمال تولے جاتے ہیں چنانچہ تمام معاملات میں انصاف کا خلاصہ اگر ایک لفظ میں کیا جائے تو یہ ہے کہ عدل کی میزان میں کیا اونچ نیچ نہ آئے۔

قانون الٰہی کے نظریہ پر ایک شبہہ یہ پیش ہوتا ہے کہ دنیا میں حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اس لیے انسانی معاشرت کے خاکے بھی بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے رہیں گے اس لیے قانون کو بھی بدلتا رہنا چاہیے، مگر یہ خیال سراسر فریب ہے، کیونکہ شے نہیں بدلتی، اس کے رنگ، شکل اور پہلو بدلتے رہتے ہیں۔ جس طرح مادیات کے اصول طبعی کبھی نہیں بدلتے (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ) گرم چیز ہمیشہ گرم رہتی ہے اور ٹھنڈی ٹھنڈی آگ برف نہیں بنتی، برف آگ نہیں، روشنی تاریکی نہیں، تاریکی روشنی نہیں، زمانہ ہمیشہ بدلتا ہے، رات اور دن پے در پے آتے اور جاتے رہتے ہیں، گھنٹے گھڑی، پلک اور لمحے دم بدم بدل رہے ہیں سال پر سال آتے ہیں مگر چاند اور سورج وہی ہیں، ان کی چال اور گردش وہی ہے اور ان کے قاعدے اور قانون وہی ہیں، جو طبعی قانون آج سے ہزار برس پہلے آب و گل کی دنیا پر حکمران تھا، آج بھی وہی ہے اس میں نہ پہلی صدی تغیر پیدا کر سکی، نہ چودھویں صدی، پہلے بھی سال کے بارہ شمسی یا قمری دورے تھے اور اب بھی ہیں، کل بھی دن رات کے چوبیس گھنٹے تھے اور اب بھی ہیں۔

یعنی خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا (فتح: ۲) خدا کے قانون میں تو کوئی ادل بدل نہ پائے گا۔

٭ [ماخوذ: سیرت النبی جلد ۷]

عاصی کرنالی

اے اُمّتِ رسول!

اے امتِ رسول! کبھی غور بھی کیا
کیا کچھ ہمیں حضورؐ کے صدقے میں مل گیا

ہم راستوں میں گم تھے، ہمیں رہنما ملا
اپنی ہوئی شناخت، خدا کا پتا ملا

قرآں ملا، شعور ملا، آگہی ملی
انسان مرگیا تھا اُسے زندگی ملی

تہذیبِ نو، تمدّنِ نو، انقلابِ نو
کونین پر طلوع ہوا آفتابِ نو

دینِ ہدیٰ، کلامِ خدا، شرعِ مصطفےٰ
خلقِ عظیم، اسوۂ کامل، نقوشِ پا

جب ہم پہ التفاتِ رسولِ خدا ہوا
اقدار کا نظامِ مکمّل عطا ہوا

تہذیبِ جاں، شرافتِ دل، حرمتِ نظر
تطہیرِ فکر، حسنِ عمل، فرقِ خیر و شر

طبعِ سلیم، حسنِ لطافت، مذاقِ فن
جذبے کا نور، ذہن کی ضو، ندرتِ سخن

تقویٰ، یقین، راست روی، انکسار، سادگی
ایمان، علم، خودنگری، وحدتِ آگہی

تسلیم، صبر، شکر، رضا، عفو، درگزر
احسان، عدل، رحمدلی، معرفت، خبر

ایقان و استقامت و حق گوئی و سخا
صدق و صفا، خلوص و وفا، عفّت و حیا

نظمِ عمل، توازن و ترتیب و اعتدال
عکسِ ضمیر، لطفِ بیاں، رفعتِ خیال

نصرت، ظفر، فتوحِ مبیں، غلبہ و وقار
اقلیم و تاج، طبل و عَلَم، حکم و اختیار

خیرالامم شرف تیرا اے امتِ رسول!
اے امتِ رسول! اس احسان کو نہ بھول

اے قوم اٹھ کہ آج کی قدریں ہیں بے شرف
اقوامِ مضطرب کی نظر ہے تیری طرف

تو ہے امین پیامِ رسالت مآب کی
اِک اِک کرن ہے پاس ترے آفتاب کی

ہر حلِّ مشکلاتِ بشر تیرے پاس ہے
دنیا اسیرِ شب ہے، سحر تیرے پاس ہے

حافظ مسعود احمد
مدرسہ امداد العلوم ملتان

مصطفیٰ ماہ وصحابہ انجم رض ـــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

"قرآنِ کریم" جو سراپا رشد و ہدایت، پیغامِ حق و صداقت اور لاریب کتاب ہے۔ ہر قسم کے تغیر و تبدل اور ہر نوع کی تحریف سے مامون ہے۔ آج تک اسی محفوظ من جانب اللہ کتاب (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ) کے زیر زبر میں بھی فرق نہیں آیا۔ اپنے وقت کا زبردست حکمران حجاج بن یوسف بھی اس امر پر آمادہ ہو سکا اور نہ ہی جرأت کر سکا کہ قرآن کریم میں موجود لفظ "فابوا" کی بجائے "فاتوا" (ایک نقطہ کی جگہ دو نقطے) لکھ دے۔ یہ سب کچھ باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ کی طرف سے حفاظت کا کرشمہ ہے۔ اسی محفوظ کتاب مبین میں یہ فرمان ربّ رحمٰن رحیم ہے!

"وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الاٰية"

ترجمہ: اور (اطاعتِ خدا، اتباعِ رسول عربی ختم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں) سبقت لے جانے والے (رہبر دینی فکر و عمل میں) پہل کرنے والے مہاجرین (جمع کا صیغہ ہے یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی جمّ غفیر جماعت) اور انصار (اللہ کی راہ میں دین الٰہی اور دین والوں کی نصرت کرنے والی بڑی جماعت) اور ان (مہاجرین و انصار جو ایک محتاط اندازہ کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس قدسیہ تھے) کی اخلاص (حدیث جبرئیل" ما الاحسان؟ فقال الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك" کے تحت احسان سے اخلاص مراد ہے) کے ساتھ اتباع کرنے والے ان سب حضرات سے اللہ تعالیٰ شانہٗ راضی ہوئے (رضی اللہ عنہم) اور یہ (مرضیین مقربینِ خدا) اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔" گویہ آیت کریمہ حرف بحرف صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم بلکہ خلوص و دیانت داری کے ساتھ اصحاب رسولؐ کی اطاعت کرنے والوں کی عظمت، منقبت، قدر و منزلت، رفعت شان اور رضائے الٰہی پر بیّن دلیل اور ٹھوس ثبوت ہے۔ ہر حرف اپنے اندر لاتعداد حکم و مصالح اور ان گنت معارف و محاسن سموئے ہوئے ہے اور ان میں جمیع اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم (تین پانچ، سات نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کی جمّ غفیر جماعت) کی ہادیت و مہذبیت، رضا و مرضیت پر قطعی براہین و دلائل ہیں۔ ہر نقطہ اور ہر حرف میں انتہائی بسط و تفصیل ہے لیکن بغرضِ اختصار فقط "رضی اللہ عنہم" (اللہ تعالیٰ شانہٗ تمام صحابۂ کرامؓ سے راضی ہوئے) کے مفہوم کے سمجھنے کی سعیٔ حقیر زیبِ قرطاس ہے۔

سوال طلب امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابۂ کرامؓ سے کس امر، عمل، بات پر ہمیشہ کے لئے راضی اور سدا خوش ہوا (رضی اللہ عنہم)؟ ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت نے آیت طیبہ میں کسی قسم کی "تخصیص" یا "تقیید" نہیں فرمائی (مثلاً صحابہؓ کے صرف ایمان میں راضی ہوا وغیرہ) بلکہ نصِ قطعی کو "عام" اور "مطلق" رکھا۔ اور یہ عقل و نقل کا مسلم اصول ہے کہ "عام" اپنے عموم کی وجہ سے اپنے جملہ افراد کو شامل ہوتا ہے۔ اور "مطلق" اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے (عرب زبان کا قاعدہ ہے "المطلق یجری علی اطلاقہٖ" جو ماقبل کا مفہوم ادا کرتا ہے) پس رضی اللہ عنہم کا وسیع و عام تر مفہوم و مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سراپا حق و صداقت جماعت کبیرہ کثیرہ کے ایمان پر راضی، ان کے عقائد و نظریات پر راضی، افکار و اعمال پر راضی، عبادات و طاعات پر راضی (وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃً واجرًا عظیما) صحابہ کرامؓ کے اخلاق و معاملات پر راضی، عبادت و طاعات پر راضی (ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات والصادقین والصّٰدقات ...... اعدّ اللہ لھم مغفرۃ واجرًا عظیمًا) صحابہ کرامؓ کی نماز، روزہ پر راضی (الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون) زکوٰۃ حج پر راضی (والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون) انفاق فی سبیل اللہ پر راضی، خیرات صدقات قرض حسنہ پر راضی (الذین ینفقون فی سبیل اللہ والسرّاء والضرّاء واللہ یحب المحسنین) صحابہ کرامؓ کے جہاد، قتال پر راضی (یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ حقًّا فی التوراۃ والانجیل والقرآن) صحابہ کرامؓ کی دعوت و ارشاد، تبلیغ و سفارت پر راضی (ولتکن منکم امّۃ یدعون الی الخیر..... اولئک ھم

المفلحون ۔ اور فرمایا کنتم خیرا امۃ اخرجت للناس) صحابۂ کرامؓ کے اخلاص مع معیت الٰہی پر راضی (ان اللہ یحب المحسنین) تقویٰ مع معیت الٰہی پر راضی (ان اللہ مع الصابرین اور فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ) توکل وقناعت پر راضی (واللہ یحب المحسنین) صحابہ کرامؓ کی فطرت وطبیعت پر راضی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت پر راضی، خصوصًا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت نبوی پر خوشی (اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تعلیم (سکھانا) وتربیت (سنوارنا) کیلئے صحابہ کرامؓ کے انتخاب پر راضی، صحابہؓ کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہونے پر راضی، اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے معلّم، مربی، مرشد، مزکّی، مبلغ ہادی ہوں (لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ)

صحابہ کرامؓ کی سفر کی زندگی پر راضی، حضر کی زندگی پر راضی ۔ صحابہ کرامؓ کی ہجرت پر راضی، نصرت پر راضی (والسابقون الاوّلون من المھاجرین والانصار رضی اللہ عنھم) صحابہ کرامؓ کے باہمی ایثار واخوت پر راضی (ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ اور فرمایا انما المؤمنون اخوۃ) صحابہ کرامؓ کے غزوات پر راضی، غزوۂ بدر و اُحد پر راضی، غزوۂ احزاب و فتح خیبر پر راضی، فتح مکہ و فتح مبین پر راضی ۔ عرفات کے میدان میں صحابہ کرامؓ کے عظیم روحانی، الوداعی، اجتماع پر راضی، اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی راضی کہ تمام صحابہ کرامؓ کے لئے الحسنٰی (جنت) کا وعدہ فرمائے (وکلاً وعد اللہ الحسنٰی) دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "الحسنٰی" (جنت) محسنین ومخلصین کے لئے ہی مختص ہے بلکہ زیادۃ (دیدار الٰہی) بھی (للذین احسنوا الحسنٰی وزیادۃ) ابد الاباد کے لئے صحابہ کرامؓ کے نام جنت کے "باغات کے باغات" الاٹ کرنے پر راضی ۔ (واعدّ لھم جنّٰت تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابدًا) صحابہ کرام کی عظیم فوز و فلاح پر راضی (ذٰلک الفوز العظیم)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پر جہنم کی آگ حرام کرنے پر راضی بلکہ ایمان کے ساتھ صحابہؓ کی زیارت کرنے والے پر بھی جہنم کی آگ حرام کرتے پر راضی (لا تمسنا النار مسلمًا رانی او رای

من اذانی ـ حدیث ، ترمذی) یہ اعلان کرنے پر راضی کہ جس نے صحابہؓ کو تکلیف دی اس نے اللہ کے نبی کو تکلیف دی اور جس نے رسولِ خدا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی ۔ اور جس نے اللہ کو تکلیف دی ۔ قریب ہے کہ اللہ اس پر گرفت کریں (ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ فیوشك ان یأخذہ ـ حدیث ترمذی) صحابہؓ سے محبت کو نبی سے محبت اور صحابہؓ سے بغض کو نبی سے بغض قرار دینے پر راضی (فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم) صحابہ کرامؓ کی "خیریت" وافضلیت کا اعلان کرنے پر راضی ــــ (خیر القرون قرنی) صحابہ کرامؓ کی مادی، روحانی، دینی، دنیوی، علمی، عملی، نجی، سرکاری، سول، فوجی سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، انفرادی، اجتماعی، ازدواجی، داخلی، خارجی غرضیکہ ہر قسم کی زندگی پر ہمیشہ کے لئے راضی (رضی اللہ عنھم)

صحابہ کرامؓ کی دُعاء وانابت الی اللہ پر راضی، صحابہؓ کے رکوع وسجود کو فخریہ انداز میں بیان کرنے پر راضی (تراھم رکعًا سجدًا) صحابہ کرامؓ کے طلب رضاءِ الٰہی اور مقصودِ رضوانِ رحمٰن پر راضی ــــ (یبتغون فضلًا من اللہ ورضوانًا) صحابہؓ کے خلوص اور خشیت الٰہی کہ طلب رضاءِ الٰہی کے آثار ان کے چہروں اور جبینوں پر سجدوں کی وجہ سے کیسے پڑتے ہیں اس کے بیان کرنے پر راضی ــــ (سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ سے اتنے راضی کہ پہلی کتابوں (تورات، انجیل) میں بھی ان کا ذکر فرمایا ہے (ذٰلك مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل) صحابہ کرامؓ کے دینِ الٰہی میں جوق درجوق، جماعت باجماعت داخل ہونے اور اسے محض نصرتِ الٰہیہ قرار دینے پر راضی (اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا) صحابہ کرامؓ کی عظمت کی وجہ سے یہ جانفزا اور دلربا مژدہ سنانے پر راضی کہ میرے (محمدؐ) کے صحابہؓ میں سے کوئی جس سرزمین میں وفات پائے گا وہ قیامت کے روز اہل سرزمین کے لئے "قائد" اور "نور" بن کر اٹھے گا (ما من احد من اصحابی یموت بارض الا بعث قائدًا ونورًا لھم یوم القیامۃ) بعض صحابہؓ سے غزوۂ اُحد میں ایک درّے پر معمولی بے تدبیری ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فورًا عام معافی کا اعلان کرنے پر اپنی رضا کا اظہار فرمادیا (ولقد عفا اللہ عنھم) بلکہ صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق بنانے اور ان کے ایمان کو معیاری اور مثالی قرار

دینے پر راضی و سدا خوش (اٰمنوا کما اٰمن الناس، یعنی ایمان لاؤ جیسے صحابہ کرامؓ ایمان لائے کیونکہ الناس میں الف ولام عہد کا ہے۔ تمام مفسرین کرامؒ کا اجماع محکم ہے کہ "معہود" صحابہ کرامؓ ہیں)۔ ہدایت کو صحابہ کرامؓ کے مثالی ایمان کے ساتھ مقید کرنے پر راضی (فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به فقد اھتدوا) صحابہ کرامؓ کے "راشد" ہونے پر راضی (اولئک ھم الراشدون) صحابہ کرامؓ کے پکا مومن ہونے پر راضی ہونے پر (اولٰئک ھم المؤمنون حقا) صحابہ کرامؓ کے ہر عمل، فکر، سیرت میں سچا ہونے پر راضی (اُولٰئک ھم الصادقون) صحابہ کرامؓ کے "فلاح یافتہ" ہونے پر راضی (اولٰئک ھم المفلحون) دشمنانِ دین، مدارِ خدا و رسولؐ کے خلاف صحابہؓ کی شدت و سختی پر راضی (اشداء علی الکفار) صحابہ کرامؓ کی باہمی الفت، محبت، رحمت، رأفت پر سدا راضی (رحماء بینھم) دشمنِ دینِ الٰہی کے خلاف صحابہؓ کا سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے پر راضی (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیله کانھم بنیان مرصوص) صحابہ کرامؓ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے پر راضی (لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة) بلکہ اس بیعت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت شمار کرنے پر راضی (ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ) اور اپنی نصرت، مدد، قدرت کو صحابہؓ کے لئے عطا کرنے پر راضی (ید اللہ فوق ایدیھم) صحابہ کرامؓ پر "سکینہ" نازل کرنے پر راضی (فانزل السکینة علیھم) صحابہ کرامؓ کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، سونے بیدار ہونے بلکہ کروٹ کروٹ پر راضی۔ صحابہؓ کی سیاست و حکومت اور خلافتِ راشدہ پر راضی۔ عالمِ آب وگل کے افق افق، انگ انگ میں خلافت راشدہ (خلافتِ صحابہ) سے معمور جہدِ مسلسل، عمل پیہم کے ذریعہ دینِ نبویؐ کے علَم کے لہرائے جانے اور پوری دنیا پر چھا جانے پر راضی تاکہ اصحاب رسولؐ کی محنِ شاقہ سے دنیا سے باطل کالعدم ہو، صحابہ کرامؓ کی بے مثال صداقت، لاجواب عدالت، بے بدل علم و حیا، بے عدیل حکومت و قضا، بے مثل امارت، زرّین تہذیب، صاف ستھری معاشرت، سنہری شجاعت، خلوص بھری ریاضت و مجاہدہ اور خالص اطاعتِ خدا اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر راضی، اللہ تو اس قدرتی فیصلہ پر راضی بلکہ ارضیٰ کہ ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اول، عمر فاروقؓ خلیفۂ ثانی، عثمان غنیؓ خلیفۂ ثالث، علی المرتضیٰؓ خلیفۂ رابع، حسن بن علیؓ خلیفۂ خامس، معاویہ بن ابی سفیانؓ خلیفۂ سادس ہوں (رضی اللہ عنہم وعن جمیع الصحابۃ اجمعین)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کی صنعت، تجارت، زراعت پر راضی۔ صحابہ کرامؓ کی "ہدایت" پر راضی، ——— (اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم) "مہدیتؓ" پر راضی (اولٰئک ھم المھتدون)۔ صحابہ کرامؓ کی اخلاص کے ساتھ جو پیروی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بھی راضی (والّذین اتبعوا ھم باحسان رضی اللہ عنھم)

الحمدللہ ثمّ الحمدللہ! ہم سب صحابہ کرامؓ کی اطاعت، اتباع اور ان سے عقیدت و محبت کو واجب اور جزو ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے مقتدیٰ اور راہنما ہیں۔ ان کی اطاعت، ان سے محبت قرآن وسنّت کا منشار اور اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسولؐ کی رضا ہے۔ اللہ تو صحابہ کرامؓ کی ہر حرکت ہر سکون ہر سانس، ہر آن پر راضی حتیّٰ کہ ان کی موت و حیات، شہادت اور جنت میں ہنستے ہنستے داخل ہونے پر راضی، اور جنت کے مرصّع تختوں پر متمکن ہونے پر راضی (فالیوم الذین اٰمنوا من الکفّار یضحکون علی الارائک ینظرون)! اس اظہر من الشّمس حقیقت کے باوجود ابن سبا کی ملعون ذرّیّت، اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیّ کی خالص پیداوار یعنی کائنات کا بدترین کافر، غلیظ ترین کافر، اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکتا ہے۔ ان کی شان مقدس میں گستاخی اور طعن کرتا ہے۔ نعوذ باللہ! ان قطعی جنتیوں کو مرتد، کافر تک قرار دیتا ہے۔ اپنی خباثت، شرارت، شیطنت، دجل، کفر، غلاظت منافقت اور ضلالت (صحابہؓ دشمنی، بغض صحابہؓ) کے غلیظ ترین حوض میں غوطہ زنی پر فخر محسوس کرتا ہے۔ (لعنت لعنت)! یہ ملعون تو قرآن کریم کی اس آیت (رضی اللہ عنہم) کی رو سے بھی کافر ہے۔ کیونکہ جب صحابہ کرامؓ کے ماننے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوئے تو لامحالہ نہ ماننے والوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناراض! یوں منکرین صحابہؓ نہ صرف اسی آیتِ رضا بلکہ سابقہ تمام آیات واحادیث کی رُو سے بھی مبغوض وملعون ٹھہرے کیونکہ خدا کی رضا اور رحمت سے کافر ہی محروم اور ملعون ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ تو اس امر پر بھی راضی کہ کافر کو کافر کہو (قُل یاایّھا الکٰفرون) اور سید الرسل خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانی یہ اعلان فرمانے پر بھی راضی کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو (اذا رأیتم الّذین یسبّون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم۔ حدیث ترمذی)

اے اللہ! پوری امت کو ہدایت دے۔ اٰمین یارب العٰلمین۔

پروفیسر عابد صدیق ۔ بہاولپور

کینوس

ہمارے ذہن کینوس ہیں
رویے رنگ ہیں
جن سے ہمارے ذہن کے پردوں پہ تصویریں اُبھرتی ہیں
کئی خوشرنگ تصویریں
مروت ، دوستی ، ایثار و الفت کے
دمکتے جگمگاتے رنگ جن میں جھلملاتے ہیں
بچھڑنے اور ملنے سے
کبھی مدھم ، کبھی روشن یہ تصویریں
دلوں میں آشتی ، اخلاص و خوش خواہی
رفاقت اور محبت کے حسیں جذبوں
تمناؤں ، دعاؤں کے نقوش
ان زندہ تصویروں میں روشن ہیں
یہی اک دوسرے سے ربط کا حاصل ــــ یہ تصویریں

ہمارے ذہن کینوس ہیں
رویے رنگ ہیں ، جن سے
ہمارے ذہن کے کینوس پہ تصویریں ابھرتی ہیں
ہماری نفرتیں ، خودغرضیاں ، کینے
حسد سے ، کبر سے اور ظلم و ناترسی سے پرسینے
کہ اک دوجے کو زک دینے کو ہم رہتے ہیں داؤ پر
اور اس پر ظاہری ہمدردیاں ، اخلاص کی ایکٹنگ
نمک بنتی ہے گھاؤ پر
فریب و مکر کی ظلمت ، نفاق و زُور کی شب رنگ تاریکی نے
شکلیں مسخ کر ڈالیں
ہمارے دل بھیانک صورتوں کے بوجھ سے بے کل
ہماری روح اس ربطِ اذیت ناک سے گھائل
عجب آشوب ہے ، ہم جس میں بے بس ہیں

ہمارے ذہن کینوس ہیں

یہ سب کچھ ہے مگر پھر بھی
خدا کا شکر ہے ہم میں ابھی انسان کے فضل و شرف کا
کچھ نہ کچھ احساس باقی ہے
کہ ہم میں ہر کوئی خواہش یہ رکھتا ہے
حسیں تصویر ہو اس کی
دلوں میں دوسروں کے عزت و توقیر ہو اس کی

اگر ایسا ہے ، آؤ آج سے
ہم اپنے ان منفی رویوں کو بدل ڈالیں ،
رویے رنگ ہیں
جن سے ہمارے ذہن کے پردوں پہ تصویریں ابھرتی ہیں
ہمارے ذہن کینوس ہیں

سید یوسف عرفان

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک خط میں لکھا: "مجھے یہ بیان کرنے میں کوئی باک یا شک نہیں کہ قادیانی اسلام کے غدار ہیں۔"

"قادیانی" فوج سے خبردار

یہ ھے حملے کے لیے تیار

ہفت روزہ "زندگی" کا شمارہ مورخہ ۸ جون تا ۱۴ جون ۱۹۹۰ء نظر سے گزرا - اس شمارے میں مکرمی تنویر قیصر شاہد کی ایک خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین چہارم جناب مرزا طاہر احمد کے مختلف انٹرویوز پر مشتمل ہے - یہ خصوصی رپورٹ جہاں مرزا طاہر احمد کی ذاتی "عادات و اطوار" پر روشنی ڈالتی ہے، وہاں پاکستان کے ماضی و حال کے مختلف تاریخی واقعات، اشخاص اور حوادث پر تحریک قادیان کے موجودہ سربراہ کے بیانات اور خیالات کو با حوالہ من و عن پیش کرتی ہے --- اس مضمون کی خصوصیت یہ ہے کہ جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ فقط اور فقط مرزا طاہر احمد کے تحریری اور قولی فرمودات کو باحوالہ پیش کر کے رقم کیا گیا ہے - اس لئے یہ مضمون موجودہ دور کی تحریک و تاریخ قادیان پر خاصی ثقہ معلومات فراہم کرتا ہے -

میں اپنی اس تحریر میں مرزا طاہر احمد کی "روشن خیال عادات و اعمال" پر کچھ عرض نہیں کروں گا بلکہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اپنے شائع شدہ بیانات کی روشنی میں تاریخ پاکستان بلکہ تاریخ امت مسلمہ کے ایک بہت اہم اور نازک مسئلہ کو بیان کروں گا اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ محترم مرزا طاہر احمد بذہن خود اور بقلم خود پاکستان کے سوشلسٹ وزیر اعظم اور پی پی (پیپلز پارٹی) کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں - نیز وہ پاکستان کے سابق درویش منش مسلمان صدر محمد ضیاء الحق کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ ---- تاریخ پاکستان اس امر کی شاہد ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو "عوامی دباؤ" کے تحت غیر مسلم قرار دیا مگر یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ بھٹو صاحب کے اس "عوامی اقدام" کے پس منظر اور پیش منظر میں کیا تھا "یہ کہانی طویل ہے لیکن کہانی کو پھر کسی موقع کے لئے اٹھا رکھتا ہوں - فی الحال میں پہلے مرزا طاہر احمد کے ایک انٹرویو کا حوالہ دیتا ہوں جو انہوں نے اکتوبر ۱۹۸۳ء کے ایک انگریزی جریدے "وال سٹریٹ" Wall Street کے نمائندے کو دیا تھا --- جس کو محولہ بالا ہفت روزہ "زندگی" کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا گیا ہے ---- جناب مرزا طاہر احمد فرماتے ہیں -

"ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے 'گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ' میں تم لوگوں کے حق میں کر دوں گا - لیکن پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا "مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے' نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے ---- حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا - پھر جب جولائی ۱۹۷۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق برسر اقتدار آیا تو ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں -----

ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا - اس نے ہمارے مسلمان کہلانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے ' نہ لکھ سکتے ہیں - اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا - وہاں کلمہ (طیبہ) مٹا دیا گیا اور کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے رہیں گے -"

اگر مرزا طاہر کے مندرجہ بالا بیان کے الفاظ کو سطحی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ الفاظ کہ "حالانکہ وہ (بھٹو) دل سے ہمارے ساتھ تھا اور ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا" تاریخی واقعات و قرائن کے بالکل برعکس ہے - کیونکہ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھا جس نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا - مگر

قابل غور بات یہ ہے کہ آخر مرزا طاہر احمد اور ذوالفقار علی بھٹو میں وہ کیا شے قدر مشترک تھی جس نے بظاہر قادیانیوں کے اس سب سے بڑے دشمن کے ساتھ سربراہ قادیان کو ہمدردی کی جانب مائل رکھا --- اسی طرح وہ قدر مختلف اور قدر عداوت کیا تھی جس نے مرزا طاہر احمد کو صدر ضیاء الحق کا دشمن جان بنائے رکھا۔ جبکہ محمد ضیاء الحق نے جولائی ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کو نہ صرف اقتدار سے دست کش کیا بلکہ اسی ضیاء کے دور میں پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں قصوری (شہید) کے قتل عمد کے جرم میں پھانسی کی سزا دی اور اس عدالتی سزا پر عمل درآمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں ہوا -- اگر صدر ضیاء الحق چاہتے تو بظاہر اس "محسن اسلام" ذوالفقار علی بھٹو کی رحم کی اپیل منظور کر سکتے تھے، جو کہ ان کا آئینی حق ہوتا -- (گو ایک قاتل کی جان بخشی کرنا آئینی حق تو ہو سکتا ہے، اخلاقی، شرعی اور انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزی ہے مگر یہ حق صدر پاکستان کو حاصل ہے کہ وہ پھانسی کی سزا میں تخفیف کر دے یعنی اس سزا کو عمر قید وغیرہ میں تبدیل کر دے) القصہ یہ ضیاء الحق کا دور حکومت تھا جس میں ذوالفقار علی بھٹو کو اس ذلت مآب اور عبرت انگیز موت سے ہمکنار ہونا پڑا --- اگر بادی النظر سے ان حقائق کو دیکھا جائے تو مرزا طاہر احمد صاحب کو صدر ضیاء الحق کا احسان مند ہونا چاہئے تھا کہ اس نے قادیانیوں کو نقصان پہنچانے والے دشمنوں کو سزا دی مگر یہاں حالات بالکل برعکس پیش کرتے ہیں - مرزا طاہر احمد کے اس بیان کے پیچھے کیا حقیقت مضمر ہے جس نے محمد ضیاء الحق کو قادیانیوں کے لئے محسن عظیم کی بجائے "مجرم اعظم" بنا دیا اور مرزا طاہر احمد کو برملا کہنا پڑا کہ محمد ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا ---- اور کیا ہم ان سب چیزوں (مظالم) کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے" ---- آخر وہ کیا "راز دروں" ہے جس نے ذوالفقار علی بھٹو کو سربراہ قادیان کے لئے تاحال محسن بنا رکھا ہے ---- اس "راز دروں" کے درپردہ بہت سے اسباب و عوامل اور وجوہات شامل ہیں، جو اب کچھ وقت کے ساتھ ساتھ اور کچھ پیپلز پارٹی کی سیکولر (مذہب و اخلاق سے مبرا) پالیسی کے باعث خود بخود عیاں ہوتے جا رہے ہیں -

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا اسباب تھے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور قادیانیوں نے بھٹو کے ہاتھوں نقصان اٹھانے کے باوجود ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بھٹو کی کامیابی کے لئے دامے درمے، سخنے بھرپور مدد بہم پہنچائی - جبکہ ابھی تو ۱۹۷۴ء کا زخم بھی ہرا تھا - لہٰذا ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں قادیانیوں کو اصولاً بھٹو کی ناکامی کے لئے کوشش کرنا چاہئے تھی - اسی طرح ستمبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں قادیانیوں نے دوبارہ پیپلز پارٹی کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ پہلے سے زیادہ ہمہ نوعی مدد بہم پہنچائی - اس تعاون اور

مرزا طاہر احمد کا یہ بیان
اہل پاکستان کو ہر دم بیدار
رہنے کا پیغام دیتا ہے

اعانت کا باعث کچھ تو اس امر سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اقتدار میں آتے ہی پاکستان کے بہت سے کلیدی عہدوں پر "باطنی" اور "ظاہری" دونوں قسم کے قادیانیوں کو متعین کیا ہے - ان اشخاص کی اہم عہدوں پر تعیناتی کی فہرست خاصی طویل ہے جس کو پھر کسی موقع پر مفصل تحریر کروں گا۔

دوسرا سبب جو پیپلز پارٹی کے ماضی و حال کے سربراہ خاندان اور (مرزا غلام احمد) کے خاندان میں مشترک ہے وہ امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کی بجائے گروہی باطنی اور فرقی مفادات ہیں جو انہیں عزیز تر ہیں - نیز یہی فرقی اور فکری قیادت ایک سربراہ خاندان کو ابن سبا کے باطنی اور روحانی رشتہ میں پیوست کرتی ہے تو دوسرے سربراہ خاندان کو مسیلمہ کذاب کے قبیلہ سے جا ملاتی ہے اور غالباً اس کذابی قبیلہ قادیان کے سیاسی و عقائدی عزائم کو جانچتے ہوئے مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال نے اپنے ایک مکتوب بنام جواہر لال نہرو مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو درج ذیل الفاظ میں مسلمانان ہند کو قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا تھا۔

----- "مجھے یہ بیان کرنے میں کوئی باک یا شک نہیں کہ قادیانی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں -

(خطوط اقبال از بی اے ڈار، (انگریزی) ص ۶۲)

تیسرا سبب جو اس فرقہ قادیان کی پیپلز پارٹی یا بھٹو خاندان سے مکمل سیاسی تعاون کا باعث ہو سکتا ہے وہ ذوالفقار علی بھٹو کی سربراہ قادیان کو یہ یقین دہانی تھی کہ وہ ۱۹۷۷ء کے انتخاب کی کامیابی کے بعد پاکستان کے آئین کو سیکولر آئین میں مذہبی یا اقلیتی یا عقائدی بنیاد پر مرد و زن یا فرقہ و قبیلہ کی کوئی تخصیص یا تمیز نہیں ہوتی ---- پاکستان کے اس کیمونسٹ وزیر اعظم بھٹو کی سیکولرنیات کو

پاکستان کے مستند مورخ اور دانشور جناب پروفیسر مرزا محمد منور نے اپنے معرکتہ الارا مضمون بعنوان "مشاہدہ حق کی گفتگو" (قومی ڈائجسٹ، ضیاء الحق شہید نمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۳۷۰) میں ذوالفقار علی بھٹو کے ذاتی اور جماعتی حفاظتی گارڈ ایف ایس ایف کے کماندار اعلیٰ کے حوالے سے ایک مکالمہ حوالہ قلم کیا ہے --- یہ کماندار اعلیٰ جون، جولائی ۱۹۷۵ء کی گرمیوں میں مری آئے تھے اور اپنے بزرگ محترم جسٹس عبدالجبار صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرتے تھے - انہی دنوں جسٹس عبدالجبار صاحب کے ایک محترم بزرگوار سید بشیر احمد صاحب بھی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے - غالباً جسٹس صاحب ان دنوں میں مری میں نہیں تھے - بزرگوار سید بشیر احمد مرزا منور صاحب کے بھی محترم بزرگ تھے سید صاحب ہی مکالمہ کے راوی ہیں اور انہوں نے ایف ایس ایف کے کماندار اعلیٰ سے ملاقات کے اگلے روز مرزا صاحب کو مندرجہ ذیل مکالمہ سنایا -

سید صاحب فرماتے ہیں کہ "بھٹو صاحب شاید انتخابات ۱۹۷۸ء کے بجائے ۱۹۷۷ء میں کرائیں گے اور جہاں تک دستور و آئین کا تعلق ہے -- Russia way حزب مخالف نابود کر دی جائے گی اور دستور He will go سیکولر ہو گا" -

اس بیان بالا کی تصدیق کے بعد یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ بھٹو صاحب کو ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلی کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟ فی الحقیقت ذوالفقار علی بھٹو صاحب آئندہ منتخب اسمبلی میں قریباً ۷۵ فی صد نشستوں کے خواہاں تھے اور اسمبلی میں اس کلی اکثریت کا واضح مطلب آئین پاکستان میں "من چاہی" تبدیلی لانا تھا - نیز جو معمولی تعداد حزب مخالف کی اسمبلی میں منتخب ہو کر آ جائے تو اس کو آئینی اور انتظامی معاملات میں بالکل بے اثر کر کے رکھ دیا جائے اور اس طرح ان کا اسمبلی میں ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے --- اسمبلی میں یہ واضح اکثریت ذوالفقار علی بھٹو کے دوبارہ برسر اقتدار آ کر اپنے ستمبر ۱۹۷۴ء کے قادیانیوں کے خلاف طوعاً و کرھاً اٹھائے جانے والے اقدام کی تلافی کا موقع عطا کر سکے جو بقول مرزا طاہر احمد "بھٹو کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے - حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا -"

فی الحقیقت بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اپنی کسی دینی حمیت و غیرت کی بنا پر قرار نہیں دیا تھا - بھٹو صاحب پھنس کر رہ گئے تھے - قادیانیت کے مسئلہ پر خود پیپلز پارٹی کے مسلمان معاونین کی کثیر تعداد کے منحرف ہونے کا خطرہ بھٹو صاحب دیکھ رہے تھے ---- اگر بھٹو صاحب ختم نبوت کے باب میں اپنا فیصلہ اپنی "مزاجی ڈرامہ بازی" کے باعث بھی چند روز کیلئے التوا میں ڈالتے تو ستمبر ۱۹۷۴ء میں بھی پورے ملک میں وسیع خون خرابہ ہوتا - اس وقت عوام کے جذبات بپھرے ہوئے تھے - فوج سرحدوں کی بجائے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں پھیلا دی گئی تھی اور خطرہ تھا کہ اسی دور میں فوج مداخلت کرنے پر مجبور ہو جاتی اور اسی ریلے میں ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار کی کرسی بھی بہہ جاتی جو بعد ازاں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے ریلے میں بہہ گئی ---- دراصل ذوالفقار علی بھٹو کو اپنی کرسی اقتدار کو بچانے کی خاطر تازی ختم نبوت کا خطاب قبول کرنے کی رسوائی اور ذلت اٹھانا پڑی، حالانکہ وہ دل سے اس کے خواہاں نہیں تھے - جیسا کہ مرزا طاہر احمد نے اپنے اکتوبر ۱۹۸۳ء کے محولہ بالا انٹرویو میں کہا ہے - بہر حال بھٹو کا یہ فیصلہ مجبوری کا فیصلہ تھا - جس کو سربراہ قادیانی بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں ---- اور یہی سبب تھا کہ قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کا ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۸ء میں نہ صرف بھر پور ساتھ دیا بلکہ بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ کو اپنے دیگر خواجہ تاش فرقوں کے ہمراہ اس تحریک کو ناکام بنانے کی سر توڑ کوششیں کیں -

یہ کہانی ذوالفقار علی بھٹو کے ستمبر ۱۹۷۴ء کے اقدام کا پس منظر پیش کرتی ہے جس کے باعث قادیانیوں کو بظاہر زک پہنچی تھی مگر بعد کی داستان اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے جس کی طرف مرزا طاہر احمد نے اپنے محولہ بالا انٹرویو میں کچھ اشارہ کیا ہے کہ "ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا - کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے -" یہ بدلہ چہ معنی دارد؟ ضیاء صاحب نے قادیانیوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ تو ایسا کیا ہے جس کے باعث قادیانیوں نے کھلم کھلا پاکستان اور امت مسلمہ پاکستان سے بدلہ لینے کی ٹھان رکھی ہے اور آج فی الحقیقت وہ پاکستان سے بدلہ لے بھی رہے ہیں ---- کیا اس پاکستان کو پتہ ہے کہ وہ کیا واقعات اور اقدامات ہیں جن کے باعث قادیانی ۱۹۷۷ء سے آج تک وطن عزیز پاکستان اور امت مسلمہ سے انتقامی حساب کتاب یعنی بدلہ چکانے کے باب میں بشدومد معروف کار ہیں ----؟

قادیانیوں کے ان انتقامی شعلوں کی جانب مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کا ایک انٹرویو مشمولہ ہفت روزہ "تکبیر" ضیاء الحق شہید برسی نمبر ۱۹۸۸ء کے صفحہ ۲۴ میں اشارت ذکر مرقوم ہے - مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ "جب وہ مجلس شوریٰ پاکستان کے رکن تھے تو پینتیس (۳۵) رکنی علماء کرام کے ایک وفد نے غالباً (۱۹۸۱ء) صدر مملکت سے ملاقات کی - ان علماء نے گفتگو کیلئے چار نمائندگان مقرر کئے جن میں، میں بھی شامل تھا ---- صدر مملکت نے اسی نشست میں علماء کا ایک اہم مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے ایک صدارتی آرڈیننس پر دستخط کئے

جس کی رو سے قادیانی غیر مسلم قرار پائے تھے - واضح رہے کہ قبل ازیں ایک فرمان جاری ہوا تھا جس سے آئین کی وہ ترمیم ساقط ہو گئی تھی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا ---- صدر ضیاء الحق نے علماء کے اس مطالبے کو پذیرائی بخشتے ہوئے علماء کی موجودگی میں متعلقہ آرڈیننس پر دستخط کئے ہ "

جہاں تک صدر ضیاء الحق کے قادیانیوں کے خلاف مختلف بیانات اور عملی اقدامات کا تعلق ہے وہ بے شمار ہیں - یہاں مختصراً اقتباسات پر اکتفا کیا جائے گا - مثلاً ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء کو بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس منعقدہ لندن میں صدر محمد ضیاء الحق نے تصور ختم نبوت کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے پیغام میں کہا تھا کہ ----

" حضرت محمد کے خاتم المرسلین ہونے کا تصور نہ صرف مسلمان کی حیثیت سے ہمارے دین کا بنیادی ستون ہے بلکہ یہ تصور عالم انسانی کے لئے باعث رحمت ہے - کیونکہ اس تصور کے ذریعے ہی اللہ تعالی کے پیام کی آفاقیت ہمیشہ کے لئے ثبت ہوئی ہے - " (شہید صدر از ڈاکٹر یاسین رضوی)

اسی طرح شہید صدر محمد ضیاء الحق نے ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء کو وفاقی مجلس شوری کے دسویں اجلاس منعقدہ اسلام آباد سے خطاب کرتے ہوئے (ذوالفقار علی بھٹو) کی سابقہ حکومت کی قادیانیوں کے ضمن میں بین بے عملی کا اظہار ان درج ذیل الفاظ میں کیا جو دراصل مفتی محمد حسین نعیمی کے محولہ بالا بیان کی تائید اور توثیق کرتا ہے کہ -

" نظام اسلام ہی کے سلسلہ میں پچھلے دنوں ایک اور

یہ اور اس قسم کے کئی دیگر وہ عملی اقدامات تھے جن کی وجہ سے مرزا طاہر احمد نے اعلانیہ اور خفیہ طور پر صدر محمد ضیاء الحق اور پاکستان کے خلاف تخریبی کاروائیاں جاری رکھیں اور انہی خلاف وطن اور خلاف اسلام سرگرمیوں سے پردہ اٹھنے پر 'اور اس خوف سے کہ پاکستانی مسلمان اور حکومت پاکستان انہیں ان سرگرمیوں کی پاداش میں ہرگز معاف نہیں کرے گی 'انہوں نے اپنے دیرینہ اور قدیم مربیوں کے گھر میں پناہ لی - یعنی وہ ۱۹۸۴ء میں خفیہ طریقے سے لندن فرار ہو گئے --- لندن پہنچنے کے تیسرے دن ہی مرزا طاہر احمد صاحب بائیس (۲۲) روز کے لئے اسرائیل یاترا پر تشریف لے گئے اور وہاں تل ابیب میں تحریک قادیان کا ایک دفتر قائم کیا اور بعد ازاں لندن سے ۶۴ کلو میٹر جنوب کی جانب " ربوہ " کی طرز پر " اسلام آباد " نامی بستی بسائی جہاں بالواسطہ اور بلاواسطہ اسرائیل اور دیگر ممالک سے وسیع پیمانے پر یہودیوں اور اپنے مرزائی پیروکاروں کو نہ صرف درآمد کیا بلکہ آباد بھی کیا اور اس طرح امت مسلمہ ہندیہ کے سینے میں قائم کردہ یہ " برطانوی یہودی شجر کاری " جہاں سے چلی تھی 'شہید صدر کے دور سعادت مآب میں وہیں جا پہنچی -

فی الحقیقت محمد ضیاء الحق کے ان عملی اقدامات کی وجہ سے مرزا طاہر احمد نے اپنے حلقہ خیر و شر کی وسعتوں کو محدود ہوتے دیکھ کر ضیاء اور پاکستان کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا --- انہیں ضیاء الحق سے اس لئے کد ہے کہ " یہ ضیاء الحق ہے نہ کہ ذوالفقار علی بھٹو

ایک کا روحانی "مرشد" ابن سبا ہے' اور دوسرے کا مسیلمہ کذاب

قدم اٹھایا گیا تھا اور وہ ہے خلاف قادیانی آرڈیننس (Anti QadYani Ordinance) کا نفاذ - اگرچہ قادیانیوں اور احمدیوں کو موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا تھا لیکن اس فیصلے کو عملی شکل دینے کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا گیا --- دوسرے کئی کاموں کی طرح اس قانون کی تیاری کی سعادت بھی اللہ تعالی کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت کے حصے میں آئی - مجھے خوشی ہے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں یہ خدمت بھی ہمارے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی - اس قانون کے اندرون ملک اور بیرون ملک بڑے اچھے ثمرات مرتب ہوئے --- ایک فتنہ جو ایک عرصہ سے ہماری صفوں میں انتشار پیدا کر رہا تھا اس کا قلع قمع ہو چکا ہے -" (شہید صدر از ڈاکٹر یاسین رضوی)

جس نے ان کے مسلمان کہلانے کے حق کو غصب کیا ا جس کے باعث وہ (قادیانی) پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے اور اس طرح عملی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت بن کر رہ گئے - " نیز یہ بھی ضیاء الحق کا ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کا ایکشن فیئر پلے (Action Fair PlaY) تھا جس نے تحریک نظام مصطفیٰ کے ہزاروں شہداء کے خون کی صدا پر لبیک کہا اور ذوالفقار علی بھٹو کی کیمونسٹ اور سوشلسٹ حکومت کا خاتمہ کیا - نیز پاکستان کو خالص اسلامی اور نظریاتی مملکت بنانے کے لئے سرکاری طور پر وسیع اقدامات کئے جن کی نظیر تاریخ عالم اسلام میں بہت کم ملتی ہے اور یہی وہ اسلامی اقدامات تھے ' جنہوں نے بقول جناب مرزا طاہر احمد " بھٹو کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ قادیانیوں

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

مولانا ظفر علی خان مرحوم

قادیانیات

پکڑ فولاد سے بھی ہے مری سخت　　　میرا سینہ ہے چکلا اور چوڑا

غلام احمد مرا لوہا گیا مان　　　اٹھایا میں نے جب دیں کا ہتھوڑا

ہر اک میداں سے بھاگے قادیانی　　　کہ ان کا پیشوا بھی تھا بھگوڑا

بشیر الدین کا ٹٹو تھا مریل　　　لگے چابک نہ لیکن پھر بھی دوڑا

چڑھی گھی کی کڑھائی قادیان میں
کنھیّا نے تلا اپنا پکوڑا

اگر منہ زور ہے باطل کا گھوڑا　　　تو میرے پاس بھی ہے حق کا کوڑا

چلی پنجاب میں جب دیں کی گاڑی　　　تو اٹکا قادیانیت کا روڑا

کیا مرزا نے بدنام انبیاء کو　　　محمد مصطفیٰ ایک کو نہ چھوڑا

دیئے اسلام کو چرکے جنہوں نے　　　انہیں سے اس نے اپنا رشتہ جوڑا

نبوّت لنگڑی اور اندھی خدائی　　　ملا ہے خوب ان دونوں کا جوڑا

یہی اس کی نبوت کی ہے پہچان
کہ مر کر بھی نہ منہ لندن سے موڑا

رنگون: یکم ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء

"جادۂ اعتدال"

مولانا محمد عبدالحق چوہان

مکتبہ اہل سنۃ و جماعۃ لیاقت آباد کراچی ۱۹ کا شائع کردہ کتابچہ " اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہتان " تالیف مولانا عبدالرشید نعمانی اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ نعمانی صاحب کا یہ کتابچہ درحقیقت " مجلس عثمان غنی کورنگی کراچی " کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ " حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادۃ کیوں اور کیسے ؟ " کے جواب میں ہے جسے ڈاکٹر احمد حسین کمال نے مُرتب کیا ہے ہمارے نزدیک مرتب رسالہ اور اس پر ناقد دونوں حضرات افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ مزید برآں نعمانی صاحب کی مختلف تحریرات کے مطالعہ کے بعد ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ نعمانی صاحب، مودودی کی " خلافت و ملوکیت " سے مترشح ہونے والے نظریات سے بُری طرح متأثر ہیں۔ اور " طابقَ النَّعْلُ بالنَّعْلِ " والی کیفیت ہے۔ بلکہ بعض نظریات میں تو نعمانی صاحب اپنے پیش رو سے دو قدم آگے ہی نظر آتے ہیں۔ جن علماء کرام نے ناموس صحابہ کا تحفظ کرتے ہوئے سبائیوں کی جعلی اور وضع کردہ مکذوبہ تاریخی روایات کی تردید کی ہے۔ جیسے قاضی ابوبکر ابن العربی المولود ۴۶۸ھ المتوفی ۵۴۳ھ اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان حضرات کی کتب پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے " وکالت کی بنیادی کمزوری " کے زیرِ عنوان مودودی صاحب تحریر کرتے ہیں :

" مآخذ کی اس بحث کو ختم کر کے آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربی کی " العواصم من القواصم " امام ابن تیمیہ کی " منہاج السنۃ " اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی " تحفۂ اثنا عشریہ " پر انحصار کیوں نہ کیا —— میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں اور یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحتِ تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں۔ میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہِ راست اصل مآخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے ردّ میں لکھی ہیں جس کی وجہ سے عملاً انکی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے۔ اور وکالت خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی۔ اسکی عین فطرۃ یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو۔

اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے۔ خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ میں قاضی ابوبکر تو حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ [صـ ۳۲]

بایں ادب واحترام ان حضرات کی کتب پر اعتماد نہ کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف سے صفائی کے وکیل ہیں۔ لیکن نعمانی صاحب اپنی تحریرات میں قاضی ابوبکرؒ پر ناصبی ہونے کا الزام عائد کرتے ہیں۔

حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلافتِ عثمانی کے دوسرے عمّال کی دیانت، تقویٰ اور فضیلت کی نفی کرتے ہوئے مودودی صاحب تحریر کرتے ہیں:

اوّل یہ کہ اس خاندان کے جو لوگ دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاء میں سے تھے طلقاء سے مراد مکّہ کے وہ خاندان ہیں جو آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوۃِ اسلامی کے مخالف رہے۔ فتح مکّہ کے بعد حضور نے ان کو معافی دی۔ اور وہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرۃ معاویہ ولید بن عقبہ، مروان بن الحکم انہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد تھے۔ ["خلافت و ملوکیت" صـ ۱۰۹]

حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرۃ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق نعمانی صاحب کا اندازِ تحریر بھی بعینہٖ اسی طرح ہے۔ نعمانی صاحب نے "حدیث قسطنطنیہ" کے عنوان سے ایک طویل مضمون تحریر کیا ہے اس میں وہ تحریر کرتے ہیں:

حضرۃ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور جدِ امجد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بنصِ قرآن افضل ہیں۔ کیونکہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو "مؤلفۃ القلوب" میں تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، طلقاء میں ان کا شمار ہے۔ ("حدیثِ قسطنطنیہ" ماہنامہ "الصالح" لاہور۔ بابت ذوالقعدہ و ذوالحجہ سنہ ۱۴۰۹ھ شمارہ ۲ ج ۲ صـ ۱۲ ـ ۱۳)

نعمانی صاحب نے بھی روافض کا اندازِ تحقیق اختیار کیا ہے جس طرح وہ یزید کے پردے میں صحابہ اور خصوصاً حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کا پہلو نکالتے ہیں، مولانا کا اندازِ تحریر بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ اور تحقیقی اعتبار سے مولانا کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے کیونکہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل ہی دولتِ اسلام سے سرفراز ہو چکے تھے، جب ان کا اسلام ہی فتح مکہ سے قبل ہے تو پھر "طلقاء" اور "مؤلفۃ القلوب" میں ان کا شمار کس طرح ہوگا۔ شیخ کمال الدین الامیری حضرۃ

معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

وهو ولده رضي الله عنه بالخيف من منى أسلم قبل أبيه أبي سفيان وصحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتب له [حياة الحيوان ج ۱ ص ۵۸]

آپ کی جائے پیدائش منیٰ کے اندر مقام خیف ہے یہ اپنے والد ابوسفیان سے پہلے مسلمان ہوئے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت بھی سرانجام دی۔

علامہ محمد ابن سعد اپنی مشہور کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعارف میں تحریر کرتے ہیں:

معاوية بن أبي سفيان بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي وأمه هند بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي ويكنى معاوية أبا عبد الرحمن وله عقب وكان يذكر أنه أسلم عام الحديبية وكان يكتم إسلامه من أبي سفيان. قال فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة عام الفتح فأظهرت إسلامي ولقيته، فرحب بي. وكتب له وشهد معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حنيناً والطائف وأعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم من غنائم حنين مائة

حضرۃ معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اور ان کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، اور حضرۃ معاویہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور ان کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صلح حدیبیہ کے سال مسلمان ہوتے تھے اور انہوں نے اپنے والد ابوسفیان سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا، وہ خود ہی فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمۃ میں حاضر ہوا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت سرانجام دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین اور طائف میں شریک ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ

من الابل وأربعين أوقية وزنها بلال وروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أحاديث [ص ٤٠٦ ج ٧]

وسلم نے حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عنایت کی تھی اور حضرۃ بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے چاندی کا وزن کیا تھا۔ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں بیان کی ہیں۔

اور المحدث الفقیہ الشیخ احمد بن حجر الہیتمی المکی المتوفی ۹۷۴ھ اپنی مشہور تالیف "تطہیر الجنان واللسان" میں "فی اسلام معاویۃ رضی اللہ عنہ" کے زیر عنوان تحریر کرتے ہیں:

على ما حكاه الواقدي بعد الحديبية وقال غيره بل يوم الحديبية وكتم إسلامه عن أبيه وأمه حتى أظهره يوم الفتح۔ فهو في عمرة القضية المتأخرة عن الحديبية الواقعة سنة سبع قبل فتح مكة بسنة كان مسلماً ويؤيده ما أخرجه أحمد من طريق محمد الباقر بن علي زين العابدين ابن الحسين عن ابن عباس رضي الله عنهم۔ أن معاوية قال قصرت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عند المروة۔ [ص ۷]

واقدی کی روایت کے مطابق ان کا اسلام حدیبیہ کے بعد ہے اور اس کے علاوہ دوسرے حضرات کا قول ہے کہ حضرۃ معاویہ یوم حدیبیہ کے موقع پر اسلام سے مشرف ہوئے اور انہوں نے اپنے والدین سے فتح مکہ تک اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ یہ عمرۃ قضاۃ کے دن مسلمان تھے جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد اور فتح مکہ سے ایک سال قبل ۷ھ میں واقع ہوا۔ اس رائے کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو کہ امام احمد نے محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہم کے توسط سے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کی ہے اس روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مقام مروہ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کترے۔

اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تقریب التہذیب میں حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالی کے تعارف میں تحریر کرتے ہیں:

مُعاویہ بن ابی سفیان صخر بن	معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ اموی
حرب بن امیہ الاموی	جنکی کنیۃ ابوعبدالرحمٰن ہے یہ خلیفہ اور صحابی ہیں
ابوعبدالرحمٰن الخلیفۃ صحابی	فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور کتابت وحی کی
اسلم قبل الفتح وکتب الوحی ومات	خدمت بھی انہوں نے سرانجام دی ۶۰ھ کو ماہ
فی رجب سنۃ ستین وقد	رجب میں انکی وفات ہوئی اس وقت انکی عمر اسّی
قارب الثمانین ۔ [تقریب التہذیب ۲۲۹]	سال کے قریب تھی ۔

ائمہ اسماء رجال کے ان عزو نقول کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام فتح مکہ سے قبل ہے جب وہ فتح مکہ سے ہی قبل مسلمان ہو چکے تھے تو پھر ان کو طلقاء اور مؤلفۃ القلوب میں کس طرح شمار کیا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جو لوگ ان حضرات کو "طلقاء" میں شمار کرتے ہیں ان کا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ لقب ان کے لئے موجب مذمّت ہے جیسا کہ نعمانی صاحب کے انداز تحریر سے اور ان کے پیش رو مودودی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ طلقاء کی تعریف ان الفاظ سے کرتا ہے ۔

"طلقاء" سے مراد مکہ کے وہ خاندان ہیں جو آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوۃ اسلامی کے مخالف رہے فتح مکہ کے بعد حضور نے ان کو معافی دی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے ، حضرت معاویہ ، ولید بن عقبہ ، مروان بن الحکم انہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد تھے (خلافت وملوکیت ص۱۰۹)

اور پھر بطور نتیجہ کے خود ہی وہ تحریر کرتا ہے :

لیکن اسلام محض ملک گیری و ملک داری کے لئے تو نہیں آیا تھا وہ تو اولاً اور بالذات ایک دعوۃ خیر و صلاح تھا جس کی سربراہی کے لئے انتظامی اور جنگی قابلیتوں سے بڑھ کر ذہنی و اخلاقی تربیت کی ضرورت تھی اور اس کے اعتبار سے یہ لوگ صحابہ و تابعین کی اگلی صفوں میں نہیں بلکہ پچھلی صفوں میں آتے تھے ۔

(خلافت وملوکیت ص۱۰۹-۱۱۰)

اسی بناء پر ان لوگوں کے ہاں یہ لفظ کلمہ تحقیر ہے اور کسی صحابی کو حقارۃ آمیز کلمہ سے تعبیر کرنا رفض خفی ہے کسی شخص نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص حضرۃ معاویہ اور عمرو بن العاص کی تنقیص کرتا ہے تو کیا اسکو رافضی کہا جائے گا آپ نے جواباً ارشاد فرمایا :

فقال انہ لم یجترئ علیہما	آپ نے فرمایا اس شخص میں مخفی برائی ہے کیونکہ

الدولة خبيثة سوء ما انتقص احداً من الصحابة الدولة داخلة سوء —
[البداية والنهاية ص۱۳۹، ج ۸]

کوئی شخص بھی صحابہ کی تنقیص کی جراءۃ نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جس میں مخفی برائی ہو۔ اور کوئی شخص کسی ایک صحابی کی تنقیص نہیں کرتا مگر اس کی نیّت بد ہوتی ہے۔

بعض لوگوں کو اس امر سے اشتباہ ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت سے بہت سا مال عنایت کیا تھا۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ حضرۃ معاویہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس خدشہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے جواب میں فرماتے ھیں :

ومجرد الاعطاء لا يدل على التاليف - الا ترى ان العباس رضي الله عنه كتم اسلامه ثم اظهره يوم الفتح كما مر - ثم اعطاه النبي صلى الله عليه وسلم ما اطاق حمله من النقد الذي جاء من البحرين فكما ان هذا لا يدل على ان العباس من المؤلفة قلوبهم فكذالك اعطاءه معاوية شيئاً له بخصوصه ان فرض صحة ورودة لا يدل على انه كان من المؤلفة قلوبهم - اما اولاً فلما مر مما يدل على قوة اسلامه واما ثانياً فالظاهر بكل فرض قوة اسلامه - واما ثانياً فالظاهر بكل فرض قوة اسلامه - وانه اعطاه زيادةً في تاليف ابيه

مالِ غنائم سے ان کو اتنا کثیر مال دینا، یہ ان کے مؤلفۃ القلوب ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ اس لئے کہ یہ بات بالکل ہی ظاہر ہے کہ حضرۃ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا اسلام مخفی رکھا اور فتح مکہ کے قریب انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور بحرین کے مالِ غنیمۃ میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اتنا مال عطا کیا کہ وہ اس کے اُٹھانے سے عاجز آ گئے، لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا مال عطا کرنا ان کے مؤلفۃ القلوب ہونے پر دلالۃ نہیں کرتا۔ اسی طرح حضرۃ معاویہ کو اتنا مال دینا ان کے مؤلفۃ القلوب ہونے پہ دلالۃ نہیں کرتا، کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں اخلاص اور قوۃ تھی جس کے دلائل پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مال ان کے والد ابوسفیان کی تالیفِ قلب

لکونه من اکابر مکة واشرافهم ومن ثم قال صلی الله علیه وسلم یوم الفتح "من دخل دار ابی سفیان فهو آمن" فمیزه صلی الله علیه وسلم بذالک دون غیره زیادة فی تالیف والاعلان بشرفه وفخره لاکان یجب الفخر فی قومه واما ابوه فالظاهر انه کان منهم ثم حسن اسلامه وتزاید صلاحه حتی صار من اکابر الصالحین وافاضل المؤمنین وانما یذم بالتالیف من لقی بوصفه ولم یترق عن کونه ممن یعبد الله علی حرف وحاشا ابی سفیان من ذالک کما شهدت بذالک آثاره الصالحة فی الحروب [تطہیر الجنان ص]

کی بنا پر عطا کیا ہو۔ کیونکہ وہ اشراف مکہ میں سے تھے اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے یوم ان کی عزت افزائی تالیف قلب اور اس کے اعلان شرف و فخر کے لئے فرمایا تھا کہ "جو شخص ابوسفیان کی دار میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہوگی"۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان بیشک ابتداً "مولفۃ القلوب لوگوں میں سے تھے لیکن جلد ہی ان کے اسلام میں اخلاص اور حسن پیدا ہوگیا تھا حتی کہ وہ اکابر صالحین اور افاضل مومنین میں شمار ہونے لگے اور وصف تالیف تو ان لوگوں کے لئے موجب مذمت تھی جو اسی وصف ریب و شک میں ہمیشہ کے لئے مبتلا رہے اور ان کے اسلام و ایمان میں رسوخ پیدا نہ ہوسکا۔ لیکن حضرۃ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس موجب مذمت وصف سے بہت ہی دور تھے جب کہ غزوات اور جہاد میں انکا جذبہ صادق اس پر دلالت کرتا ہے۔

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرۃ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی مولفۃ القلوب لوگوں میں سے نہیں تھے بلکہ ان کے اسلام و ایمان میں اخلاص و رسوخ پیدا ہو چکا تھا۔ لہذا اب بھی اگر کوئی شخص یہ اصرار کرے کہ حضرۃ ابوسفیان مولفۃ القلوب لوگوں میں سے تھے۔ اس کا یہ اصرار ادعائے باطل کے قبیل میں سے ہوگا۔

مولانا نعمانی کے ذہنی میلانات اور ان کے نظریات کی عکاسی بیان کرنے کے بعد اب ہم اصل مبحث اور موضوع کی طرف رجوع کرتے ھیں۔ نعمانی صاحب نے ڈاکٹر کمال کے رسالہ سے اوّلاً جو اقتباس پیش کیا ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں : ——

"مدینہ کے ایک گروہ کی حوصلہ افزائی پاکر کوفہ، بصرہ، اور مصر وغیرہ سے کئی ہزار افراد پر مشتمل شرپسندوں اور باغیوں کا گروہ اچانک مدینہ منورہ پہنچ گیا۔"

یہ ایک طویل اقتباس ہے جس میں دارِ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے نام کا تذکرہ بھی ہے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگین کئے۔ پھر اس کے بعد یہ عنوان ہے

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ——"

اس عنوان کے تحت یہ عبارت تحریر ہے :

"باغی جب حضرت عثمان کو شہید کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور مدینہ میں جتنا فساد وہ کرنا چاہتے تھے کر چکے" —— اس کے بعد یہ عنوان ہے :

"حضرت عثمان کے خلاف سازش اور شہادۃ —"

اس عنوان کے تحت یہ عبارۃ ہے :

لیکن صد ہزار افسوس کہ اسلام کے خلاف خاندانِ بنی ہاشم کے ایک فرد ابی لہب اور اسکی بیوی نے عناد و سازش کا جو بیج بویا تھا اور جس پر قرآن حکیم کی سورۃ "تبت یدا" میں ان دونوں کو ملعون ٹھہرایا تھا۔ وہ بیج ایک پودے کی شکل میں مدینہ پہنچا اور پروان چڑھتا رہا۔ اس کا پہلا نشانہ حضرۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی حضرت ابوبکر کی پیاری بیٹی اور اُمۃ کی محترم ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنائی گئیں۔ اور ان پر مخالفوں و سازشیوں نے تہمت عائد کی جس کی براۃ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمائی۔ بالآخر یہی سازش تھی جس نے خلافت کے مسئلہ پر نزاع کھڑا کیا۔ اور افرادِ بنی ھاشم نے چھ ماہ تک حضرۃ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اسی سازش نے ایران کے مفتوحین کا ایک گروہ مدینہ میں آباد کیا اور خلیفہ ثانی حضرۃ عمر کو شہید کرایا۔ [ص ۱۷]

پھر یہ عنوان ہے : —— "خطرناک سازش کو ناکام بنا دیا۔"

اور اسی عنوان کے تحت یہ عبارۃ ہے :

"انہوں نے بنو ہاشم کے نوجوانوں سے ربط و ضبط بڑھایا۔ ہرمزان ایک ایرانی کے گھر پر ایرانی نومسلموں اور بنو ہاشم کے نوجوانوں کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا رہتا تھا اور ایک گروہ تشکیل پا گیا تھا۔ ایک دن فجر کی نماز میں جبکہ ابھی کافی اندھیرا تھا اور حضرۃ عمر امامت فرما رہے تھے اس گروہ کے ایک

فرد فیروز ابو لؤلؤ نے پیچھے سے زہر آلود خنجر سے حضرۃ عمر پہ پے در پے قاتلانہ وار کر ڈالے اور دوسرے کئی نمازیوں کو شہید و زخمی کر دیا۔ بعد کو خود بھی خودکشی کر لی۔ اس شخص نے جس خنجر سے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے کئے وہ ہرمزان کا تھا۔ حضرۃ عمر کے قتل کی سازش کے اصل محرک کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔"

ڈاکٹر کمال کی ان تحریرات سے یہ بات بالکل ہی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادۃ میں بنو ہاشم بھی ملوث ہیں اور خصوصاً حضرۃ علی رضی اللہ عنہ۔ ڈاکٹر کمال کی یہ تحقیقِ انیق اور اس کا یہ نظریہ انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے۔ اور اس کی تحقیق کی بنیاد ہی بدنیتی پر ہے۔ ہمیں مزید حیرانی اس بات پر ہے کہ بقول نعمانی صاحب کہ : ———

"کتابچہ کی قیمت ایک روپیہ لکھی ہے مرتب کا نام احمد حسین کمال ہے اور پتہ "جمیعۃ اکادمی" سی ۱۵۲ کورنگی ۲ کراچی مرقوم ہے"

جمیعۃ کے نام پر قائم شدہ "اکادمی" بھی اگر اس طرح کی گمراہ کن اور الحاد انگیز کتب ملک میں تقسیم کرے تو پھر سوائے اس کے ہم کیا کہہ سکتے ھیں ——— "چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

نعمانی صاحب کتابچہ کے ابتدائی اقتباس کے ان جملات پر کہ :

"مدینہ کے ایک گروہ کی حوصلہ افزائی پا کر کوفہ، بصرہ، اور مصر وغیرہ سے کئی ہزار افراد پر مشتمل شرپسندوں اور باغیوں کا گروہ اچانک مدینہ منورہ پہنچ گیا"۔

تنقید کرتے ہوئے تحریر کرتے ھیں :

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والے اکابر حضرۃ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اصلاحِ حال کی کوششوں میں ذرا کمی نہیں کی وہ برابر اس سلسلہ میں سرگرم ہی رہے اور باغیوں کو فتنہ سامانیوں سے باز آنے کی برابر فہمائش کرتے رہے ———

اگر مرتب رسالہ "مدینہ کے ایک گروہ" سے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس مراد لیتا ہے تو یہ اس کے زیغِ باطن کی دلیل ہے اور نعمانی صاحب کا یہ انکار کہ مدینہ میں رہنے والے اکابرِ صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی طرف جعلی اور وضعی نسبت کردہ خطوط فریب خوردہ عوام میں قائدینِ تحریک نے اپنی مراد برآری کے لئے مشتہر کئے تو تحریک سبائیہ کی سازشی کارروائیوں سے عدم واقفیت کی بنا پر ہے ۔ یا کسی مصلحۃ کے پیشِ نظر تجاھل ہے ۔ اس جملہ کی وضاحۃ اور

مرتب رسالہ اور اس کے ناقد کے جادۂ اعتدال سے اعتزال پذیر نظریہ کی نشاندھی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تحریکِ سبائیہ کے پس منظر سے نقاب کشائی کی جائے اور قائدینِ تحریک کے طریقِ کار کو بیان کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دینِ فطرۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے آپ نے جہدِ مسلسل کے ساتھ دعوۃ اسلامی کی اشاعۃ کی۔ آپ کی اس دعوۃ کو جن سعید افراد نے قبول کیا انہوں نے اپنی پوری زندگی اس دعوۃ کی اشاعۃ میں صَرف کر دی اور اقصائے عالم میں تبلیغِ دین کے فریضہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔ اعداءِ اسلام نے جب اس بات کا مشاہدہ کیا کہ دعوۃِ اسلامی کی اشاعت میں ان کی ہر مدافعانہ تحریک ناکام ہو چکی ہے تو انہوں نے طریقِ کار کو تبدیل کر کے منافقۃ کے پردے میں اسلام کے خلاف زیرِ زمین تحریک کا آغاز کیا۔ اور مختلف کاروائیوں سے مسلمانوں میں افتراق وانشقاق کی آگ کے شعلے بھڑکائے۔ اس طرح کی تحریکات کی بنیاد زیادہ تر آتش پرست، یہود، نصاریٰ نے رکھی، چنانچہ افتراقِ امۃ کے فلسفہ کی کتب میں ان الفاظ میں اس حقیقۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

كانوا يحملون بين جوانحهم	یہ لوگ اپنے سینوں میں اسلام کے خلاف
حقد مناً حجة تحملهم على	بھڑکتا ہوا بغض وعناد اٹھائے رکھتے تھے جو
تبييت كل شر ضد هذا	کہ ان کو دینِ اسلام کے چمکتے ہوئے نور کے
النور الوهاج ولما استيقنت	خلاف ہر شر و سازش کی آبیاری کرنے
انفسهم انهم لا يستطيعون	پر برانگیختہ کرتا تھا اور جب انہیں اس بات
الوقوف بالقوة امام هذا السيل	کا کامل یقین ہو گیا کہ وہ قوتِ بازو کے
الجارف لكل مبطل وهارف.	ساتھ اسلام کے سیلِ رواں کے
سلكوا طريق الاحتيال فى الوصول	سامنے نہیں ٹھہر سکتے جو کہ ہر باطل کو بہا کر
الى امانيهم. فاندسوا بين	لے جانے والا ہے تو انہوں نے اپنی مراد بر آری
المسلمين متظاهرين بالورع الكاذب	کے لئے حیلہ سازی کا طریقہ اختیار کیا اور
مستشرين انواع الفتن بين الصحابة	منافقانہ طریق پر مسلمانوں میں گھس گئے اور
والتابعين ومن بعدهم الى	اپنی جھوٹی پرہیزگاری کا اظہار کیا اور اسی
ان حدثت تلك الفتن الدامية	طریقہ پر انہوں نے صحابہ، تابعین اور بعد کے

هند اهل بيت النبوة رضي الله عنهم فبدؤا يتظاهرون بمظهر العطف على آل الرسول صلوات الله وسلامه عليه وآله (مقدمه كشف اسرار الباطنية شيخ محمد زاهد الكوثري)

مسلمانوں میں مختلف قسم کے فتنوں کی آگ کو بھڑکایا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف یہ فتنے برپا ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنی تحریک کا آغاز آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اظہار میں کیا۔

اسلام کے خلاف یہ تو عمومی طور پر اعدائے اسلام کے طریقِ کار اور ان کے جذبات کی ترجمانی اور عکاسی ہے۔ لیکن عملی دنیا میں اسلام کے خلاف یہ زیرِ زمین سازش یہود بے بہبود کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اور پھر یہود میں سے یمن کے ایک یہودی عبداللہ ابنِ سبا نے اس تحریک کا آغاز کیا۔ علامہ ابنِ عساکر اس یہودی کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

كان يهوديا فاظهر الاسلام وطاف بلاد المسلمين ليفتنهم عن طاعة الائمة ويدخل بينهم الشر - (حاشيه التبصير في الدين ص١٠٨)

عبداللہ ابنِ سبا در اصل یہودی تھا پھر اس نے بظاہر اسلام قبول کیا اور عالمِ اسلام کے بلاد میں اس نے چکر لگایا تاکہ عوام کو اپنے حکام کی اطاعت سے برگشتہ کرے اور ان کے درمیان فتنہ کی آگ بھڑکائے۔

اس "طواف البلاد" کے زمانہ میں وہ بصرہ میں نمودار ہوا وہاں سے اس کو نکال دیا گیا، پھر کوفہ گیا وہاں سے بھی نکالا گیا، حجاز میں بھی اس نے چکر لگایا۔ آخر بطورِ مرکزِ تحریک کے اس نے مصر کا انتخاب کیا۔

وبعد ثلاث سنين من امارة ابن عامر بالبصرة بلغه ان رجلاً نزل على حكيم بن جبلة العبدي وله آراء غير مقبولة فطلبه ابن عامر فسأله من انت فقال رجل من اهل الكتاب رغبت في الاسلام وفي جوارك فقال ما

عبداللہ بن عامر عامل بصرہ کی امارۃ میں تین سال گزرنے کے بعد ان کو یہ بات پہنچی کہ ایک شخص لادینی نظریات کا حامل حکیم بن جبلہ کے پاس مقیم ہے۔ اسکو ابن عامر نے طلب کیا اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں اہلِ کتاب میں سے ہوں، اب مسلمان ہوا ہوں اور آپکی امان میں رہتا ہوں۔

يبلغني ذالك اخرج عنه
فخرج حتى اتى الكوفة فاخرج منها
فأتى الحجاز و الشام فاخرج منها.
فاتى مصر فعشش فيها ثم باض
و فرخ وكان هذا الرجل هو
عبد الله بن سباء وابن السوداء
وهي امه كان يهوديا ثم اظهر
اسلامه مع ضمير خبيث وكانت
له آراء فاسدة منها انه كان
يقول عجبت ممن يصدق برجوع
المسيح ولا يصدق برجوع محمد
وكان هذا ابتداء
القول بالرجعة وكان يقول
ان عليا وصي محمد
وقد غصبه من ولي
قبله حقه فالواجب
على المسلمين ان يقوموا
لاعادة الحق الى
اهله - وقد تبع
مذهبه كثير ممن
طاشت احلامهم
لكان هذا من
ضمن الاسباب التي

انہوں نے کہا تمہارے متعلق جو باتیں پہنچی ہیں
ان کے باعث تم یہاں سے نکل جاؤ۔ وہ شخص
وہاں سے نکلا اور کوفہ میں آیا۔ اور وہاں
سے بھی نکالا گیا پھر شام اور حجاز کی طرف گیا
وہاں سے بھی اس کو نکال دیا گیا۔ پھر مصر
پہنچا یہاں اس نے گھونسلہ بنایا۔ انڈے
دیئے، اور بچے نکالے اور یہ شخص عبداللہ بن
سبا، اور ابن السوداء ہے اور سوداء اسکی
ماں کا نام ہے اور یہ شخص یہودی تھا پھر
اس نے بظاہر اسلام قبول کیا۔ لیکن اسکے
دل میں خباثت بھری ہوئی تھی اور اس کے
نظریات مردانہ تھے اور اس کے نظریات میں سے
اس کا ایک نظریہ یہ تھا کہ میں اس شخص
پر متعجب ہوں کہ جو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی
رجعۃ کے عقیدہ کا تو قائل ہے لیکن حضرۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعۃ کے عقیدہ کا قائل
نہیں "عقیدہ رجعۃ" کی بنیاد اسی شخص نے
رکھی اور یہ بھی کہتا تھا کہ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ
حضرۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں اور
جو شخص حضرۃ علی سے پہلے خلیفہ متعین ہوا ہے
اس نے حضرۃ علی کے حق کو غصب کیا ہے۔
لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ حقدار کے
حق کو وصول کرنے کے لئے تحریک چلائیں۔

ادت الى شق عصا الطاعة وافتراق الامة الاسلامية التى لا ينفعها الا الاجتماع والائتمار ولا يضرها الا الافتراق والاختلاف (اتمام الوفاء صـ۱۸۴)

اور اس کے ان لادین نظریات کو بے وقوف لوگوں نے قبول کیا، اور یہ ان اسباب میں سے ایک سبب ہے جس نے اُمت کے اندر اختلاف و انشقاق پیدا کیا ہے۔ حالانکہ امت کی خیر خواہی اور اس کی بھلائی اتحاد و اجتماع میں ہے اور اختلاف اس کے لئے نقصان دہ اور مضرۃ رساں ہے۔

اور جب مصر میں اس نے پَر پُرزے نکال لئے تو اس نے باقاعدہ تحریک کا کام شروع کر دیا۔ کامل ابنِ اثیر میں ہے : ـــــــــ

فاستقر بها وجعل يكاتبهم ويكاتبونه وتختلف الرجال بينهم ۔[کامل ابنِ اثیر صـ۵۵ ج۲ بحوالہ تدوینِ حدیث صـ۴۲۲]

مصر ہی میں ابن سبا ٹھہر گیا اور [اس کی سازش میں جو لوگ شریک تھے] ان سے وہ خط و کتابت کرنے لگا وہ انہیں لکھتا اور وہ اسے لکھتے اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

بقول مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مصر ہی سے اس نے صحابیت کے خلاف طوفان اُٹھایا اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے :

بث دعاته وكاتب من استفسد في الامصار وكاتبوه ودعوا في السر الى ما عليه رأيهم [صـ۵۹ ج۴ ـــــ بحوالہ تدوین حدیث صـ۴۲۶]

اس نے اپنے گوئندوں اور نمائندوں کو اطرافِ ملک میں پھیلا دیا اور ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی جو "الامصار" [فوجی چھاؤنیوں میں] بگڑ چکے تھے۔ وہ بھی انہیں لکھتا اور وہ اسکو لکھتے اور پوشیدہ طریقوں سے لوگوں کو ان ہی باتوں کی دعوۃ دینے لگے جو ان کی رائے تھی۔

اور اسی خفیہ خط وکتابت میں اُنکا یہ طریقہ بھی تھا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جعلی اور وضعی خطوط لکھ کر فریب خوردہ عوام میں تقسیم کرتے تھے اور خصوصی طور پر یہ لوگ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبۃ کردہ خطوط عوام میں تقسیم کرتے تھے حتیٰ کہ جب یہ لوگ حاکم مصر کی طرف ارسال کردہ ایک جعلی اور وضعی خط لیکر حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر حضرت عثمان کے پاس چلیں تو آپ نے ان کے ساتھ مل کر جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے کہا :

فلمَ کتبت الینا ؟	پھر آپ نے ہمیں خط کیوں لکھا ؟

حضرۃ علی رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا :

واللہ ما کتبت الیکم کتاباً قط	بخدا میں نے کبھی بھی تمہیں کوئی خط نہیں لکھا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ بات سُن کر وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے : ———

ألهذا تقاتلون	کیا تم اِسی کے لئے لڑتے ہو اور اسی کے
ولهذا تغضبون ؟	لئے غضبناک ہوتے ہو ؟

——— (طبری ج۵ ص۱۱۶ بحوالہ النقیب ختم نبوت۔ ملتان جلد۲ شمارہ ۱۶)

اور ان تمام خفیہ خطوط کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا تھا کہ حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوۃ کرنا جہادِ اکبر ہے۔

وزورت کتب علی لسان	مدینہ منورہ میں مقیم صحابہ کرام اور سیدنا علی
الصحابۃ الذین بالمدینۃ	رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا
وعلی لسان علی وطلحۃ	زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جعلی اور جھوٹے
والزبیر یدعون الناس	خطوط لکھے گئے جن میں لوگوں کو سیدنا عثمان
الی قتال عثمان ونصر الدین	رضی اللہ عنہ سے جنگ و قتال کرنے کی دعوۃ دی
وانہ اکبر الجہاد الیوم۔ (البدایۃ والنہایۃ	گئی اور انہیں کہا گیا تھا کہ آج عثمان سے
ج۷ ص۱۷۵ بحوالہ نقیب ختم نبوۃ ملتان جلد۲ شمارہ ۱۶)	جنگ کرنا دین کی بہت بڑی خدمۃ اور جہاد ہے

ایک اور روایۃ کے بارے میں امام اعمش فرماتے ھیں :-

وفی ھذا وامثالہ دلالۃ	یہ روایۃ اور اس قسم کی دوسری روایات

ظاهرة علی ان ھولاء الخوارج قبحھم اللہ زوروا کتباً علی لسان الصحابۃ الی الآفاق یحرضونھم علی قتال عثمان [البدایۃ والنھایۃ ج۷ ص۱۹۵ بحوالہ نقیب ختم نبوۃ ملتان ج۱۰ شمارہ ۱۰]

اس بات پر صاف طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ان باغیوں نے خدا ان کا ستیاناس کرے صحابہ کرام کی طرف سے جعلی خطوط ملک کے مختلف حصوں میں لکھ کر بھیجے جن میں لوگوں کو امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ و قتال کے لئے مشتعل کیا گیا تھا۔

ان تاریخی حقائق سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تحریک سبائیہ کے قائدین کا طریق کار یہی تھا کہ وہ اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جعلی اور وضعی خطوط لکھ کر ان سادہ لوح لوگوں کو جو ان کے دام تزویر میں پھنس چکے تھے دکھلاتے تھے کہ ان حضرات کی رائے بھی ہماری تائید میں ہے۔ اب ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ اور مصر وغیرہ کے فریب خوردہ باغیوں نے یہی سمجھا کہ واقعی مدینہ کے اکابر صحابہ کی تائید ہمیں حاصل ہے۔ اب اگر ان جعلی اور وضعی خطوط کے متعلق کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ خطوط واقعی حضرات صحابہ اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھے گئے ہیں جیسا کہ مرتب رسالہ کی رائے ہے تو یہ اس کی جہالت اور نادانی ہے اور اگر کوئی شخص کلیۃً ان خطوط کا انکار کر دے اور اس بات پر اصرار کرے کہ اس طرح کی کوئی خفیہ سازش نہیں ہوئی۔ تو اس کا یہ انکار ایک بدیہی حقیقۃ کا انکار ہو گا جیسا کہ نعمانی صاحب کا اصرار ہے۔

اور مرتب رسالہ کے اس قول پر کہ : ـــــــــ

بالآخر یہی سازش تھی جس نے خلافت کے مسئلہ پر نزاع کھڑا کیا اور افراد بنی ہاشم نے ۶ ماہ تک حضرۃ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعۃ نہیں کی اسی سازش نے ایران کے مفتوحین کا ایک گروہ مدینہ میں آباد کیا اور خلیفہ ثانی حضرۃ عمر کو شہید کرایا۔ ـــــــــ

مولانا نعمانی تنقید کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

حالانکہ مدینہ میں ہرمزان یا دوسرے نومسلموں کے آباد کرنے میں نہ کسی کی کوئی سازش تھی نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادۃ کسی سازش کے تحت عمل میں آئی۔

یہاں بھی مرتب رسالہ اپنی کج ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بنو ہاشم کو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ملوث

کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس قسم کی سازشس بھی نہیں تھی اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد خود ہی صحابہ سے یہ سوال کیا : ————

ثم اقبل علی القوم فقال	اس کے بعد حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف
أکان هذا عن ملاء منکم	متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ عمل تمہارے مشورہ
فقالوا معاذ الله - والله لو	سے ہوا ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا پناہ بخدا
ددنا انا فدیناک بآبائنا	خدا کی قسم ہماری تو آرزو یہ ہے کہ ہمارے ماں
وزدنا فی عمرک من اعمارنا	باپ آپ پر فدا ہوں اور ہماری زندگی آپ
انه لیس بک بأس [ازالۃ الخفاء	کی زندگی میں داخل کی جائے تحقیق آپ خیریت
صلاا ج ۲]	سے ہیں ۔

لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ خود حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ضرور تھا کہ انکی شہادۃ نو مسلم ایرانی اور مجوسی غلاموں کی سازشس کا نتیجہ ہے ۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ جس وقت حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپ نے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ مجھ پر کس نے حملہ کیا ہے تو حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھ کر فرمایا کہ مغیرہ کے غلام نے ۔ پھر حضرۃ عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کہ وہی غلام جو کہ کاریگر ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں —— اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میری موت اس شخص کے ہاتھ سے واقع نہیں ہوئی جو کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو ۔ اس کے بعد آپ نے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اور تیرا والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلاموں کی بہتات ہو ۔ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معنی خیز جملہ اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کو یہی شبہ تھا کہ انکی شہادۃ مجوسی غلاموں کی سازشس کا نتیجہ ہے ۔ اور ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کہ حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے اس شبہ کی تردید یا ازالہ کرے ۔ بلکہ حالات اور واقعات حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے اس شبہ کی تائید کرتے ہیں ۔ لہٰذا نعمانی صاحب کا یہ کہنا کہ :

"حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کسی سازشس کے تحت عمل میں آئی تھی ۔ ————"

بالکل ہی واقعات اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے عندیہ کے خلاف ہے ۔

قال یا ابن عباس انظر من	حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس

قتلنی ـــــ فجال ساعـة ثم جـاء فقال غلام المغیرة : قال الصنع ۔ قال نعم قـال قاتله الله لقد امرت بہ معروفاً الحمد للہ الذی لم یجعل منیتی بید رجل یدعی الاسلام ۔ قد کنت انت و ابوک تحبان ان تکثر العلوج بالمدینۃ و کان العباس اکثرھم رقیقاً ـــــ

[ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۱۹ ج ۲]

[اتمام الوفاء صفحہ ۱۲۱]

دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے ۔ حضرۃ ابن عباس تھوڑی دیر چکر لگا کر واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ مغیرہ کا غلام ۔ حضرۃ عمر نے دریافت کیا کہ وہ غلام جو کاریگر ہے ۔ انہوں نے کہا ہاں ۔ حضرۃ عمر نے فرمایا خدا اس کو غارت کرے میں نے اس کو بھلائی کا حکم دیا تھا ۔ اس کے بعد آپ نے کہا اس اللہ کی حمد ہے کہ جس نے میری موت کا وقوع اس کے ہاتھ پر نہیں کیا جو کہ اسلام کا مدعی ہو ۔ اس کے بعد آپ نے ابن عباس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اور تیرا والد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں غلاموں کی بہتات ہو اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرۃ عباس کے بہت سے غلام تھے ۔

مرتب رسالہ نومسلم ہرمزان کو حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش میں شریک کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے : ـــــ

" اس گروہ کے ایک فرد فیروز ابولؤلؤ نے پیچھے سے زہر آلود خنجر سے حضرت عمر پر پے در پے قاتلانہ وار کر ڈالے اور دوسرے کئی نمازیوں کو شہید و زخمی کر دیا ۔ بعد کو خود بھی خودکشی کر لی ۔

اس شخص نے جس خنجر سے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے کئے وہ ہرمزان کا تھا ۔ حضرت عمر کے قتل کی سازش کے اصل محرک کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا ۔ چنانچہ حضرۃ عمر کے صاحبزادے عبید اللہ نے مشتعل ہو کر ہرمزان کو قتل کر دیا اور چند دوسرے سازشی بھی اس کی زد میں آ گئے ۔ "

(باقی آئندہ)

جعفر بلوچ ۔ لاہور

امیرِ شریعتؒ کی یاد میں

آج بخاری سیّد کی پھر آئی یاد
وہ اپنا اک راہ نمائے پاک نہاد
عشق اساس و عشق سرشت و عشق نژاد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

ظاہر میں احرار کا اک سالار تھا وہ
اصل میں ساری ملت کا غم خوار تھا وہ
اس کا تابندہ دل تھا اسلام آباد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

ملّت بیضا پر وہ خدا کا احساں تھا
ناشرِ ختم نبوت، شارحِ قرآں تھا
توحید اور رسالت کا ان تھک منّاد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

بہرِ نمازِ عشق اذاں دینے والا
آزادی کی خاطر جاں دینے والا
یعنی مجسّم ایقان و ایثار و جہاد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

سحرِ سخن سے ایسے نقش اُگاتا تھا
لحن اور لفظ سے وہ تصویر بناتا تھا
پھیکے پڑ جاتے تھے مانی اور بہزاد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

ذکرِ امیرِ شریعت یارب اور بڑھے
اس کی عزت و عظمت یارب اور بڑھے
یارب اس پر اپنی رحمت کر ایزاد

زندہ باد امیرِ شریعت زندہ باد

مولانا وحید الدین خان

آنے والا دن

موجودہ دنیا میں جب کوئی آدمی خدا کو مانتا ہے تو وہ دلیل کی بنیاد پر خدا کو مانتا ہے۔ آخرت میں جو لوگ خدا کو مانیں گے وہ خدا کے زور و قوت کی بنیاد پر خدا کو مانیں گے۔ گویا موجودہ دنیا میں دلیل خدا کی نمائندہ ہے۔ اس کے برعکس آخرت میں یہ ہوگا کہ خدا خود اپنی ذات کمال کے ساتھ اپنے آپ کو منوانے کے لئے انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حقیقت میں خدا کو ماننے والا کون ہے اور اس کو نہ ماننے والا کون۔ خدا کو ماننے والا وہ ہے جو معقولیت کے وزن کو مانے۔ جو حق کے آگے اس وقت جھک جائے جب کہ اس کے ساتھ لفظی دلیل کے سوا کوئی اور زور شامل نہ ہو۔ اس کے برعکس جس کا یہ حال ہو کہ کوئی بات محض اپنی سچائی کی بنا پر اس کو متاثر نہ کر سکے، وہ کسی سچائی کو صرف اس وقت مانے جب کہ وہ کسی وجہ سے اس کو ماننے کے لئے مجبور ہو گیا ہو۔ جس سچائی کے ساتھ ایسا کوئی دباؤ موجود نہ ہو وہ اس کو ماننے کے لئے بھی تیار نہ ہوتا ہو، ایسا آدمی خدا کو ماننے والا نہیں ہے۔ اس کا معبود ظاہری طاقت ہے نہ کہ غیبی خدا۔

خدا اپنے ماننے کا ثبوت غیب کی سطح پر دے رہا ہے اور لوگ اس کو ماننے کا ثبوت شہود کی سطح پر دینا چاہتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ آدمی حق کے آگے جھک جائے مگر آدمی صرف طاقت کے آگے جھکنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ آدمی محض خدا کے خوف کی بنا پر انصاف کے طریقہ کو اپنا لے۔ مگر انسان صرف اس وقت انصاف کرنے پر راضی ہوتا ہے جب کہ وہ اس کے لئے مجبور ہو گیا ہو۔ جہاں مجبوری نہ ہو وہاں وہ فوراً سرکشی کرنے لگتا ہے۔

موجودہ دنیا امتحان کی دنیا ہے۔ یہاں آدمی کو موقع ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو چھپا لے۔ مگر قیامت ہر آدمی کو برہنہ کر دے گی۔ اس وقت بہت سے خدا پرست غیر خدا پرستوں کی صف میں نظر آئیں گے، بہت سے حق کو ماننے والے حق کو نہ ماننے کے مجرم قرار دئے جائیں گے۔ بہت سے لوگ جو جنت کا الاٹمنٹ لئے ہوئے ہیں وہ اپنے کو جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا پائیں گے۔

انسان کتنا زیادہ بے ڈر بنا ہوا ہے، حالانکہ کتنا زیادہ ڈر کا لمحہ اس کے لئے آنے والا ہے۔

شاہد کاشمیری

یونیورسٹی کی دُنیا

آپ پریشان کیوں ہیں ؟

پیسے نہیں !

گھبرائیے نہیں ——— یہ پیسے نہیں لیتے مفت دکھاتے ہیں ۔

ابے نہیں ۔

ابے ہاں ! یہ یونیورسٹی ہے ۔ کوئی سینما گھر نہیں ۔ یہاں آؤٹ ڈور شوٹنگ ہوتی رہتی ہے ۔ یہ قوم کے نونہال فرزند ہیں بلکہ نئی نسل کی کریم ہیں ۔ اسی لئے کریم رول کی طرح ان کے ذہنوں میں بھی سیاسی جماعتوں نے مفاد پرستی کی سیاسی کریم بھری ہوئی ہے جس کی چکنائی نے انہیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم کر دیا ہے ۔ اب یہ یہاں زندگی سنوارنے یا اس کے نشیب و فراز سے آگہی حاصل کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ اپنی چھوٹی چھوٹی اغراض کے لئے سیاسی جماعتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہتے ہیں اسی لئے آپ ان کی جیب میں قلم یا ہاتھ میں کتاب و کاپی نہیں بلکہ پستول اور کلاشنکوف دیکھیں گے ۔ ان سے بات ہمیشہ نرمی سے کریں ۔ شہر کے رئیس کے صاحبزادے ہیں ۔ ایک منٹ میں بندہ مار دیتے ہیں ۔

واقعی !

ہاں بھئی ۔

اوئے سلطان راہی بھی ایسے ہی کرتا ہے ——— پھر ٹھیک ہے آج طلبار کی ریلی ہے نا

آج تو پھر خوب دھما دھن ہوگی ۔

ہاں بھئی یقینی بات ہے ۔

اوئے وہ دیکھو طلبار کی ریلی ....

لو وہ ایک اور .... جلوس .... ادھر ہی سے آ نئے ....

اُف اللہ یہ کیا ؟ اینٹیں ...... روڑے ۔

وہ گرا ...... پولیس کدھر ہے ؟ کوئی نہیں ۔

ہٹ جاؤ ۔ میرا مطلب ہے سائڈ پر ہو جاؤ ——— میں نے پہلے کہا نا — یہ سینما گھر نہیں ڈائریکٹ

شوٹنگ ہے اور ہے مار ما ہے ــــ سر منہ پھٹ سکتا ہے ــــــــ

اوئے گولیاں ــــــ توبہ میری توبہ بھاگم بھاگ

ادھر پتھر ــــــ ادھر طلبار کی گولیاں

لو مولوی صاحب بھی کلاشنکوف لے آئے ــــ اب تو خوب دھماکہ ہوگا

وہ بھاگے ریلی والے ــــ کلاشنکوف جیت گئی

کتنی غلط بات کی تھی ایک سیاسی لیڈر نے کہ " طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں کلاشنکوف نہیں"

پھر جیتی کون ؟

ارے وہ دیکھو ــــ وہ دیکھو ــــ ایک اور جلوس آگیا

اگو یار ان کو کیا ہوگیا ہے ؟ " سرخ ہے سرخ ہے

ایشیا سرخ ہے"

نہیں یار وہ کیسے ؟

بھئی مجھے کیا معلوم ان سے پوچھو جو نعرے لگا رہے ہیں

میرا خیال ہے اس میں ضرور کوئی چکر ہے ۔

کیا مطلب ؟

مطلب یہ بھئی ان کے ساتھ کوئی چکر وکر ہوگیا ہے ۔ کسی نے ان کو دھوکا دیا ہے ، وہ دھوکا دے کر بھاگ گیا ہے

اب یہ اس کے خون سے ہاتھ سرخ کرنا چاہتے ہیں ۔

کیا بکتا ہے ؟ ایسی ویسی کوئی بات نہیں

تو پھر یقیناً ان میں سے کسی ناہنجار نے کسی لالہ رُخ کے سرخ لبوں کی لذت نارسائی سے دل برداشتہ ہوکر یہ نعرہ ایجاد کیا ہے

ابے نہیں ۔

تو پھر کیا ہے ؟

یہ کہتے ہیں تمام انسانوں کے خون کا رنگ ایک ہے اور خون سُرخ ہے ۔

اس لئے سُرخ ہے سُرخ ہے

ایشیا سُرخ ہے

میں نہیں مانتا !

کیوں نہیں مانتا ؟

وہ سن نہیں رہے !

کیسا ؟

وہ جو کہہ رہے ہیں —— سبز ہے سبز ہے

ایشیا سبز ہے

اگر خون والی تمہاری بات مان بھی لوں تو پھر اس سبز ہے کا کیسا مطلب ؟

بھئی دیکھو وہ اپنی جگہ سچے یہ اپنی جگہ ————

کیا سیاستدانوں کی طرح دوہری چال چل رہے ہو کوئی کام کی بات کرو ۔

یار دیکھو — تم نے کبھی سبزی دیکھی ہے ؟ ہریالی دیکھی ہے ؟ کبھی کسی باغ میں سیر کرنے گئے ہو، باغ —— میں درخت دیکھے ہوں گے تو پھر ان کے پتے بھی دیکھے ہوں گے ۔ پچھلے دنوں سبز لباس خواتین میں بہت مقبول ہوا، ہر خاص و عام نے اسے پہنا اور یہ جاذب نظر ٹھہرا،

ٹھہرا کے نہیں ٹھہرا —— ایئر ہوسٹسیں دیکھی ہیں ۔ ؟

ہاں دیکھی ہیں !

کتنی جلدی بورے ہو، ہاں دیکھی ہیں ۔ سبز کپڑے ۔ سبز نیل پالش، سبز لپ اسٹک ۔

تو بس اسی لئے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلر بڑا نفیس ہے اور پورے ایشیا کا پسندیدہ ہے ۔ اس لئے

سبز ہے سبز ہے

ایشیا سبز ہے

اڑتے پٹاخے —— نعرے، گالیاں

یہ دونوں تو لڑ پڑیں گے ایشیا کو سرخ و سبز منوانے پر ۔

او ان کو بچاؤ —— شکر ہے خدا کا بیچ بچاؤ ہو گیا ۔

یار ایسے نہیں ہو سکتا دونوں "اتحاد" کر لیں

کیسا ؟

بھی یہ کہ لیں" ایشیا سرخ و سبز ہے" اس طرح دونوں میں جھگڑا بھی نہیں ہوگا اور امن و چین بھی رہے گا۔

تم امن چین کی بات کرتے ہو ——— وہ دیکھو!

وہ کیسا ؟

وہ بھی جلوس ہے یعنی چوتھا جلوس ۔ پناہ بخدا ۔

وہ کہتے ہیں! نہ ہر جگہ سبزہ اگتا ہے نہ ہر کوئی سبز کپڑے پہنتا ہے اور نہ ہی سب کا خون ایک جیسا ہوتا ہے کیونکہ خون کے گروپ مختلف ہیں اور جب سے ترقی و تمدن کی طرف رجحان بڑھا ہے ۔ لوگوں کے خون سفید اور دل کالے ہو گئے ہیں اور کالا رنگ بہت جلد سفید رنگ کو بھی اپنی گرفت میں لے لیتا ہے ۔ بہت ممکن ہے کہ دل کے کالا ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کا خون بھی کالا ہو جائے ——— رہی بات ایشیا کی تو ایشیا کا خون سے کوئی تعلق نہیں بلکہ فن سے ہے ـــ جس کے ذریعے پورے ایشیا سے رابطہ بحال ہے ۔ اور یہ فن مختلف رنگوں میں عام دستیاب ہیں ۔ اور جو لوگ فن کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی شکل بھی مختلف ہے اور لباس بھی ۔ گویا کائنات کو خوبصورت بنانے کے لئے بلکہ سجانے کے لئے مختلف شبا ہت کے انسان اور پھر اس پر مستزاد مختلف رنگوں کے لباس اس بات کے متقاضی ہیں کہ :۔

نہ سبز ہے نہ نیلا ہے\
نہ سرخ ہے نہ پیلا ہے\
ایشیا جنگ رنگیلا ہے

اور ان کی آنکھیں دیکھو ——— ان کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ اچھے بھلے نعرے لگاتے لگاتے کیا کرنے لگے ——— ارے یہ تو لڑنے لگے ——— اُوئے ہا تھا پائی ....

بچو، بچو ان سے ——— یہ نہیں سنتے کسی کی ——— ارے یار میں تو کہتا ہوں آؤ ایک دو اور کو ساتھ ملاؤ ان کی صلح کرا دیں ـــ

چپ بے ——— خاموشی سے دیکھتے جاؤ .... بیچ میں بولتے نہیں ـــ سارا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے

مگر یار فلم میں لڑائی ہو تو کوئی موقع پر پہنچ کر بیچ بچاؤ کرا دیتا ہے ۔ تم کہتے ہو یہ ڈائریکٹ شوٹنگ ہے تو پھر ہدایت کار کو چاہیئے نا .... اس قسم کا کوئی انتظام رکھے کہ ان میں بیچ بچاؤ تو ہو جائے۔ ارے ہدایت کار کو فائدہ اسی میں ہے کہ بیچ بچاؤ نہ ہو بلکہ بات اور بڑھے اور بگڑے ......

میں سمجھا نہیں

تم نہیں سمجھو گے چھوڑو اس بات کو

تو پھر میں چلوں !

کیوں ؟

بھئی اس جھگڑے سے سارے تتر بتر ہو گئے ہیں ۔ سناٹا چھا رہا ہے ۔ اِکا دکا لوگ نظر آ رہے ہیں بلکہ وہ بھی سٹاپ کی جانب جا رہے ہیں ۔۔۔

اب یہاں ٹھہرنا فضول ہے ۔

تم بھی کمال آدمی ہو ...... ابھی تو لڑائی دیکھی ہے اور بس ہو گئے ابھی تو بہت کچھ اور بھی دیکھنا ہے ۔

کیا مطلب ؟

بھئی تم تو کہتے ہو نا کہ سبھی چلے گئے مگر وہ جو ٹکڑوں میں بیٹھے ہیں ، درختوں کی آڑ میں کچھ لائبریری کے ستونوں کے درمیان اور کچھ لائبریری کی سیڑھیوں پر بیٹھے راز و نیاز سے بانکپن کی تلخ و شیریں یادوں میں محو ہیں ۔۔۔۔ یہ یونیورسٹی کے اہم کردار ہیں ان کے بغیر یونیورسٹی سونی سونی لگتی ہے جس طرح فلم میں ایک ہیرو اور ایک ہیروئن ہوتی ہے اسی طرح ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہیرو اور ہیروئن بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں ۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کی کینٹین کا مالک ، قریبی چھوٹے قہوہ خانے اور بڑے ہوٹل ان کے منتظر ہوتے ہیں ۔ اگر ہیرو اور ہیروئن کینٹین کے بھی متحمل نہ ہوں تو پھر وہ کلاس روم ، لائبریری ، لائبریری کی سیڑھیوں وغیرہ میں ہی بیٹھ کر گپ شپ کر کے اپنا کتھارسس کر لیتے ہیں ۔ تمہیں ایک دلچسپ بات اور بتاؤں کہ یہ ہیروئن جب داخلہ لیتی ہے تو حتی المقدور پردے کا اہتمام رکھتی ہے والدین کے اعتماد اور اپنی شرم و آفت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے سے گریز نہیں کرتی مگر دھیرے دھیرے پردے کے ساتھ ساتھ ہیروئن کا " وین " بھی ختم ہو جاتا ہے اور وہ صرف " ہیرو " رہ جاتی ہے جو گھر کے تمام بندھن توڑ کر اور حائل رکاوٹیں ختم کر کے اپنے رانجھے یعنی ہیرو کو اپنی بے لوث محبت کا یقین دلاتی ہے اور رانجھا بھی اس بے لوث محبت کا یقین کر کے اپنی " بے بسی " اور " فقرا ہٹ " کو ظاہر نہیں ہونے دیتا بلکہ اسی کینٹین پر بیٹھے بیٹھے (جس کا بل بھی ہیر ہی کو ادا کرنا ہوتا ہے) ہیر کو بنگلہ ، کار ، بنک بیلنس شادی کے بعد ہیروں کا ہار خاندانی روایت کے مطابق پہنانے کے دلفریب مگر حسین خواب دکھانے کے بعد خوشی خوشی ہاسٹل واپسی پر کسی دوست سے ادھار مانگ کر ویلیم کی گولیاں کھا کر سو جاتا ہے ۔ وہ اپنی تعلیم کے

سال اکثر یونہی سو کر گزارتا ہے اور جب وہ سو کر اٹھتا ہے تو ہیر خود بخود کھیڑوں کے ساتھ جا چکی ہوتی ہے (ہیر کے ماں باپ کو بھی کھیڑوں کے ساتھ بیاہنے کے لئے کسی قاضی کی نصیحتوں کا سہارا نہیں لینا پڑتا) رانجھے میاں بھی آئندہ جیب خرچ کے لئے کسی اور ہیر کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایسے رانجھے اکثر پائے جاتے ہیں لیکن ایسی ہیروں کی بھی کچھ کمی نہیں۔ یہ ہیریں بڑی تیز طرار ہوتی ہیں، اور ان کا نخرہ توبہ توبہ گرم مسالے سے بھی زیادہ تیز بلکہ خطرناک ہوتا ہے۔ اگر ان کا منہ دھلایا جائے تو ان کے چہرے کی زردی دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جیسے کسی سفید کاغذ پر تجریدی آرٹ کی مشق میں سیاہی کے چند قطرے گر پڑے ہوں مگر جب یہ نخرے سمیت باہر نکلتی ہیں اور مٹک مٹک کر چلتی ہیں تو سادہ لوح رانجھوں کے دلوں پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ ان کا دام ہمرنگ زمین بچھانا اور رانجھوں کا اس میں پھنس جانا ایک یقینی امر ہے پھر یہ جانیں اور رانجھے .... یہ گفتگو کرتی ہیں تو بات کو منہ کے ہر ڈگری کے زاویے سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے (ان کا یہی عمل انہیں یونیورسٹی سے فارغ ہو کر بھی نہیں ٹکنے دیتا تو یہ پھر تنظیم حقوق نسواں کی رکن بن جاتی ہیں) یہ نہ صرف رانجھے کے دل، دماغ اور پھیپھڑوں پر اثر انداز ہوتی ہیں بلکہ اس کی جیب کو بھی متاثر زدگان میں شامل کر دیتی ہیں۔ ایسے رانجھے جب مکمل طور پر متاثر ہو جاتے ہیں تو وہ خود ہی راہ فرار اختیار کر لیتے ہیں ہیر کو پیچھا چھڑانا نہیں پڑتا .... مگر کچھ رانجھے راہِ فرار اختیار کرنے کے بعد بھی اعترافِ شکست کرنے سے انکاری ہوتے ہیں ـــ شرمندگی سے بچنے اور اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے ایک نام نہاد مذہبی تنظیم کے چند قوانین کو اپنے اوپر لاگو کر لینے کے بعد کسی بھی جوڑے کو بیٹھا دیکھ کر مارے حسد کے لال پیلا ہو جاتے ہیں۔ گویا "مذہب رانجھا" چھوڑ کر "مذہب کیدو" اختیار کر لیتے ہیں مگر یار لوگ انہیں پھر بھی ناکام ...... کہہ کر ہی پکارتے ہیں ان سابقہ رانجھوں کا اوڑھنا بچھونا حالیہ رانجھوں کو پریشان کرنا ہوتا ہے البتہ جب یہ بہت زیادہ بے چین و مضطرب ہوں تو تفننِ طبع کے لئے ہوائی فائرنگ کر کے ہی دل پشاوری کر لیتے ہیں انہوں نے زندگی میں اپنے شہر یا محلے میں کبھی زندگی میں کسی کو تھپڑ بھی نہ مارا ہو لیکن یہ یہاں ہاتھ میں کلاشنکوف لئے پھرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے سبھی لوگ ان کی آمد سے پہلے ہی غائب ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک ہر وہ آدمی جو چاہے نماز با جماعت کا پابند ہو تہجد گزار ہو لیکن ان کے گروہ کا پیرو کار نہیں تو وہ روس نواز ہے اور اس پر کمیونسٹ کا زبردستی لیبل لگا کر بذریعہ کلاشنکوف اغوا کر لیتے ہیں اور ہاسٹل سے جا کر ایسی ایسی دردناک اذیتیں دیتے ہیں کہ ابلیس بھی شرمندہ شرمندہ ہوا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی غنڈہ، بدمعاش، بدکلام اور یاوہ گوئی بکنے والا ان کے "باواجی" مرحوم کے نظریات کو بذریعہ طاقت پھیلانے کے لئے حامی بھر لے تو یہ اس کی دلجوئی

اور قدم بوسی کے لئے کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی روپ میں ارسال خدمت کرتے رہتے ہیں ـــ لو وہ پھر آ رہے ہیں بلکہ وہی آ رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے سوا سبھی غائب ہو رہے ہیں اس سے پہلے کہ ہم پر کوئی لیبل لگ جائے ہمیں بھی گھر کی راہ لینی چاہیئے ۔ اللہ حافظ ـــــــــــــــ !

حاجی حق حق

آج اور کل

ہے انگریزی سے کچھ ایسی لگاوٹ ۔۔۔ کبھی لیس نو کبھی کہنے لگا وٹ

مسلماں ہیں مگر یورپ زدہ ہیں؟ ۔۔۔ یہ ایسا گھی ہے جس میں ہے ملاوٹ

مسلماں کبھی ہیں یورپ پہ فدا کبھی ۔۔۔ الیکشن کے لئے ہے سب بناوٹ

ہے اندر گُڑ مگر چینی سے کا لیبل ۔۔۔ ہے خود دیسی مگر انگلش سجاوٹ

بتِ یورپ کی جانب کھینچ رکھے ۔۔۔ ہے یوں مسٹر کو مُلّاں سے کھچاوٹ

کلب میں رات بھر وہ خوب ناچی ۔۔۔ نہ کیوں مس صاحبہ کو ہو تھکاوٹ

جو منہ کتّوں کا چومو تو ترّقی ۔۔۔ غریبوں سے ملو تو ہے گراوٹ

بتوں کی بات آزادی سے کیجئے ۔۔۔ خدا کا نام لو تو ہے رکاوٹ

کہا حق حق سے افرنگی صنم نے

کہ تُم کیوں ہم سے رکھتے ہے عداوت

بقیہ از صــ ۱۸

کے خلاف بامر مجبوری کئے گئے اپنے قولی اور زبانی فیصلہ کی تلافی کر سکے "۔ مرزا طاہر احمد کے بیان بالا کی روشنی میں قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ "وہ (بھٹو) دل سے ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ گرد بیٹھنے کے بعد وہ فیصلہ ان کے حق ہی میں کر دے گا۔ مگر جولائی ۱۹۷۷ء میں ضیاء الحق نے آ کر ہماری ساری امیدیں خاک میں ملا دیں۔" نیز مرزا طاہر احمد صاحب کا یہ بیان کہ "ہم یہ چیزیں کیسے فراموش کر سکتے ہیں؟ ہم بدلہ کیلئے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے۔" اہل پاکستان کیلئے ایک کھلا چیلنج ہے جو ہر محب وطن پاکستانی کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ انہوں نے اسلام اور پاکستان کو ان قادیانیوں کی انتقامی شر انگیزیوں سے محفوظ رکھنے کیلئے کیا کچھ کیا ہے؟ ---- کیا اہل پاکستان نے مرزائے قادیان کے اس ذاتی اور گروہی انتقام سے بچنے کے لئے کسی تیاری یا بیداری کا ثبوت دیا؟ ---- مرزا طاہر احمد کا یہ بیان اہل پاکستان کو ہر دم بیدار اور مستعد رہنے کا پیغام دیتا ہے اور اس معاملے میں ایک لمحہ کی غفلت بھی پاکستان اور اہل پاکستان کو انتقام کی بھٹی میں ڈال سکتی ہے۔)

بہ شکریہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور

۹۔ اگست : ۱۹۹۰ء ۔ !

ایک عجیب علمی انکشاف

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ

خواجہ حافظ شیرازی اور ایرانی شعوبی

جزیرۃ العرب کے شہر مکہ مکرمہ میں سرتاجِ اُمیان ، یتیم مکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جب اسلام کا تابان سورج طلوع ہوا تو اس نے پوری دنیا کو منور کر دیا اور حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد حضرات خلفاء بنو ہاشم رحمۃ اللہ علیہم کے عہد حکومت میں اسلامی فتوحات ، مغرب میں بحرظلمات سے لے کر مشرق میں کاشغر (چین) تک پہنچ گئیں ۔ اسی طرح عربوں نے اپنی خاراشگاف تلوار کی دھاک کے ساتھ ساتھ اپنے علم وادب کی بالادستی کا لوہا بھی دنیا سے منوایا ، اسلام کی ان بے مثال سیاسی ، معاشرتی ، عمرانی اور علمی ترقیوں نے دنیا بھر میں اپنے مبارک اثرات پھیلائے ۔ لیکن ان مبارک اثرات کی سب سے زیادہ مخالفت ایران کے شعوبی فرقہ کی طرف سے ہوئی ۔ شعوبی فرقہ کا نعرہ اور لن ترانیاں یہ تھیں کہ عرب کے اجڈ جانگلو صحرانوردوں نے جو کچھ سیکھا ہے ایران سے سیکھا ہے ۔

عجیب انکشاف

سرزمین ایران میں آٹھویں صدی ہجری میں ایک بلند رتبہ عارف اور بے مثل شاعر خواجہ حافظ شیرازیؒ (متوفیٰ ۷۹۲ھ) ہو گذرے ہیں ۔ آپ کی فارسی غزلیات کا شہرۂ آفاق مجموعہ "دیوانِ حافظ شیرازی" چار دانگِ عالم میں مشہور اور معروف ہے ۔ اس دیوان کی پہلی غزل کا پہلا شعر یوں ہے :

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاْسًا وَّنَاوِلْهَا

کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

خواجہ حافظ کے وصال کے بعد شعوبیوں کی ان لن ترانیوں کے باوجود کسی طرح یہ اہم انکشاف ہوا کہ دیوانِ حافظ کا پہلا مصرعہ دراصل امیر یزید بن سیدنا معاویہؓ کے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ ہے اور یزید کا پورا شعر یوں ہے :

اَنَا الْمَسْمُوْمُ مَا عِنْدِی بِتِرْیَاقٍ وَلَا رَاقٍ
اَدِرْ کَاْسًا وَ نَاوِلْهَا اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِیْ

ترجمہ :" میں زہر کا مریض (مسموم) ہوں اور میرے پاس نہ تو زہر کا کوئی تریاق ہے، نہ کوئی دَم کرنے والا۔ پس پیالہ کو ہی واپس لاکر اے ساقی مجھے دیدو"

تو خواجہ حافظ شیرازیؒ نے یزید کے اس شعر کے دوسرے مصرعہ کی لفظی ترتیب آگے پیچھے کرکے اپنی پہلی غزل کے مطلع کا پہلا مصرعہ بنالیا۔ اور یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ خواجہ حافظ تو ایک وسیع المشرب ستی بزرگ تھے۔ اور عربی علوم وفنون کے بے حد قدر دان تھے۔ علامہ شبلیؒ نے (شعر العجم طبع لاہور، حصہ چہارم ص۹۵ پر) فارسی شاعری پر عربی کا اثر، عربوں کے مضامین کا فارسی میں ترجمہ اور نقل وسرقہ کے احوال تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور عربوں کے علوم سے ایرانی شاعروں کے بھرپور استفادہ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

لیکن اس اہم انکشاف سے شعوبی فرقہ کے شاعروں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ان کو خاص تکلیف یہ ہوئی کہ لوجی! اس انکشاف سے تو ایرانیوں پر عربوں کی اور خصوصًا یزید کی برتری ثابت ہوگئی۔ اور پھر شعوبیوں کی طرف سے اس "غلطی" کے ازالہ کے لئے مختلف توجیہات کی گئیں۔ چنانچہ شیراز کے ہی ایک شاعر اہلی شیرازی نے خواجہ حافظ شیرازی کی وفات کے بعد یہ توجیہہ لکھی ۔

خواجہ حافظ را شبے دیدم بخواب	گفتم اے درِ فضل و دانش بے مثال
از چہ بستی برخود ایں شعر یزید	با وجود ایں ہمہ فضل و کمال
گفت واقف نیستی زیں مسئلہ	مالِ کافر ہست بر مؤمن حلال

ترجمہ: میں نے ایک رات خواب میں خواجہ حافظ کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ علم وفضل میں بے مثال ہونے کے باوجود آپ نے یہ کیا کیا کہ یزید کے شعر کو اپنے اوپر چپکا لیا۔ تو خواجہ حافظ نے فرمایا کہ تم کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ کافر کا مال مؤمن پر حلال ہے"۔

گویا "مالِ موذی نصیبِ غازی"۔ لیکن دوسرے شعوبیوں کو یہ توجیہہ پسند نہ آئی، اور نیشاپور۔ ایران کے ایک دوسرے شعوبی شاعر کاتبی نیشاپوری نے یوں گل افشانی کی۔

عجب در حیرتم از خواجہ حافظ	بنوعے کش خرد زاں عاجز آید

چہ حکمت دید در شعرِ یزید اُو ‎ ‎ ‎ ‎ کہ در دیوان نخست از وے سر آید
اگرچہ مالِ کافر بر مسلمان ‎ ‎ ‎ ‎ حلال است و دریں قیلے نہ شاید
ولے بر شیر عیب ایں بزرگ است ‎ ‎ ‎ ‎ کہ لقمہ از دہانِ سگ رُباید

ترجمہ: خواجہ صاحب پر مجھے اتنی عجیب حیرت ہے کہ جس سے عقلِ انسانی عاجز ہو کر رہ جاتی ہے بھلا حافظ نے یزید کے شعر میں کیا حکمت اور خوبی دیکھی کہ اس کے شعر سے اپنے دیوان کا افتتاح ہی کر لیا۔ اگرچہ کافر کا مال مسلمان پر حلال ہوتا ہے اور اس میں کسی قیل وقال کی گنجائش نہیں۔ لیکن شیر کے لئے یہ بڑے عیب کی بات ہے کہ وہ کتے کے منہ سے لقمہ چھین کر اپنے پیٹ میں ڈال لے۔

یہ تفصیلات دیوانِ حافظ کی مشہور اردو شرح "لسان الغیب" جلد اوّل مؤلفہ میر ولی اللہ مرحوم ایڈووکیٹ ایبٹ آبادی صہ ۲۹ طبع لاہور کے مقدمہ سے نقل کی گئی ہیں۔

ان قطعات میں اگرچہ ایرانی شعوبی شاعروں نے یزیدِ عربی کو کافر اور کتا تک کہا ہے لیکن اس میں کسی تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ عربوں پر تبرّا بازی توران کا قومی وظیفہ ہے اپھر خواجہ حافظ ایرانی کو علم و دانش میں اور فضل و کمال میں بے مثال، شیر، مومن اور مسلمان قرار دیا ہے۔ لیکن مشہور کہاوت "زبردست کا ٹھینگا سر پر"۔ کے مصداق جب تک "دیوانِ حافظ" اس دنیا میں موجود رہے گا اور اس میں یزیدِ عربی کا مصرعہ

"اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاْسًا وَّنَاوِلْھَا"

باقی رہے گا ایرانی شعوبی شاعروں پر یزیدِ عربی کی علمی اور شاعرانہ بالادستی اور برتری بھی باقی رہے گی۔

وَلَوْ کَرِہَ الْمُعَانِدُوْن

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مَن سبّ الانبیاءَ قُتل و مَن سبّ اصحابی جُلد۔ الحدیث۔

ترجمہ: جو انبیاء کو گالی بکے اس کو قتل کر دیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی بکے اس کو دُرّے مارے جائیں

ساجد جمشید

کمر کو چُک پڑ گئی

سبحان تیری قدرت کیسے کیسے انسان اور کیسی کیسی بیماریاں پیدا کی ہیں۔ یعنی ہم جیسے انسان اور " چک " جیسی بیماریاں تخلیق فرمائی ہیں۔ ہم نہیں جانتے اردو میں " چک " کو کیا کہتے ہیں؟ یہ چیز عجیب و غریب ہے۔ انسان کسی چیز کے حصول کے لئے جھکتا ہے اور بس انہی لمحوں میں سے کوئی ایک لمحہ ہے جب اسے " چک " پڑتی ہے۔ اور پھر وہ ایسے کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ کھڑا نہیں ہو پاتا۔ چنانچہ جب تک " چک " نکل نہ جائے وہ کورنش بجا لانے کے آسن ہی میں دکھائی دیتا ہے۔ گذشتہ دنوں کمر صاحب کو بھی " چک " پڑ گئی تھی۔ جس کے بعد کمر صاحب کو کسی نے بتایا کہ اس مرض کا شمار " امراض خبیثہ " میں ہوتا ہے ۔۔

اس مرض کا شمار امراض خبیثہ میں اس لئے ہونا چاہئے کہ اس کا " شریفانہ " علاج کوئی نہیں ہے۔۔ نہ دائیں مڑا جاتا ہے۔۔ نہ بائیں مڑا جاتا ہے اور نہ سیدھا کھڑا ہوا جاتا ہے۔ لیکن کمر صاحب کے لئے یہ علاج تجویز کیا گیا کہ کوئی ہٹا کٹا آدمی کمر صاحب کو عین درد والے حصہ پر کاری ضربیں لگائے مثلاً کمر صاحب کو کمر پر لاد کر شدید قسم کے جھٹکے دے تاکہ ان کی کمر سے " چٹاخ " کی آواز آئے۔ اس سگنل کا مطلب یہ ہے کہ " چک " نکل گئی ہے۔ مگر یہ آواز کس ظالم کو سنائی دے گی یہ بیچاری تو کمر صاحب کی آہ و بکا میں دب کر رہ جائے گی۔ دوسرا نسخہ بھی کچھ اس قسم کا ہے۔ یعنی ماہرین " چک " کمر صاحب کو کسی تختے پر الٹا " بچھا " کر ان کی کمر پر اچھلتے کودتے ہیں تاکہ " تخت یا تختہ " قسم کا کوئی فیصلہ ہو سکے۔ ایک علاج یہ بھی تجویز کیا گیا کہ " چک " نکالنے والا پہلوان کمر صاحب کو چند قدم چلنے کے لئے کہتا ہے جس پر کمر صاحب " کبڑا عاشق " تعمیل ارشاد میں چند قدم اٹھاتے ہیں اور اسی دوران پہلوان کمر صاحب کی بے خبری میں پیچھے سے ان کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کرتے ہیں۔ یہ سب سنی سنائی باتیں لگتی ہیں جو غالباً " Demoralise " کرنے کے لئے مبالغہ آمیزی کے ساتھ کمر صاحب کو بتائی گئی تھیں۔

اور شاید یہ اسی دہشت ہی کا اثر تھا کہ کمر صاحب نے " چک " نکلوانے کے لئے کسی پہلوان کے آگے نہ چلنے کا ارادہ کیا۔ بلکہ اس کی بجائے ایک حکیم صاحب کے پاس گئے۔ حکیم صاحب ایک لاغر مریض کو " لبوب کبیرہ " دے رہے تھے۔ وہ فارغ ہوئے تو کمر صاحب نے ان سے حال دل کہا اور پوچھا کہ اس کا کوئی علاج ہے؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں اور پھر اپنے شاگرد کو آواز دے کر کہا۔ " اوئے چھوٹے " ذرا دوڑ کے جاؤ اور شریف پہلوان لوہے والے کو بلا لاؤ۔

ان طریق ہائے علاج کے علاوہ اس دوران کھر صاحب کو کچھ ٹونے ٹوٹکے بھی بتائے گئے ۔ مثلاً ایک یہ کہ جو بچہ الٹا پیدا ہوا اس سے لتاڑا کرواؤ ۔ ایک حربہ یہ بھی بتایا گیا کہ دو جڑواں بھائی جو شادی شدہ ہوں ۔ اگر کسی "چک" والے مریض کو لتاڑیں تو چک فوراً نکل جاتی ہے ۔

کھر صاحب نے پوچھا = اس کے لئے شادی شدہ والی شرط ضروری ہے ؟ جس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا ۔ اسی طرح کے کچھ ٹونے اور بھی بتائے گئے مگر کھر صاحب کسی پر بھی انحصار نہ کر سکے ۔ اور صحت یابی ہوئی تو ایک سفید ریش ہومیوپیتھک معالج کے دست شفاء سے جو اپنے مطب میں بیٹھے انتظامی مسجد کمیٹی نیو گارڈن ٹاؤن کی رسید کاٹ

کھر صاحب کا معاملہ ہی کچھ عجیب ہے چاہے وہ اسلام آباد جائیں یا لندن ہنی مون منانے وہ رکوع کی حالت میں ہی رہتے ہیں ۔ فیض صاحب کا یہ مصرعہ

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اسی حوالے ہی سے تو ہے جو ان لیڈروں کو ہر دور میں "چک" پڑ جاتی ہے اور یوں ان کی ساری زندگی گردن جھکائے گزر جاتی ہے ۔ ہمارے نزدیک یہ مریض لاعلاج ہیں ۔ انہیں تو کسی شریف لوہے والے پہلوان کے سپرد ہی کر دینا چاہئے کیونکہ یہ کچھ مرض ہی نہیں ۔ بذات خود کچھ مریض بھی امراض خبیثہ میں شمار کئے جانے کے قابل ہوتے ہیں ۔ چنانچہ چک کی یہ دائمی مرض گذشتہ بیالیس برس سے پاکستانی قوم کو امراض خبیثہ ہی کی طرح چمٹے ہوئے ہے ۔ ۱؎

کھر صاحب اسلام آباد جائیں یا لندن

ہنی مون منانے وہ رکوع کی حالت میں ہی رہتے ہیں

رہے تھے ۔ انہوں نے لات ماری نہ گھونسے رسید کئے ۔ بس چار سفید رنگ کی پڑیاں دیں ۔ اللہ اللہ خیر صلا ۔

اس مرض کو امراض خبیثہ میں اس لئے بھی شمار کیا جاتا تھا کہ یہ نہ سوشلسٹ دیکھتی ۔ ہے نہ کیونسٹ ۔ جب اور جس وقت چاہے فوراً پڑ جاتی ہے ۔ یہ مرض اس لئے بھی خبیث ہے کہ اس کا نشانہ زیادہ تر شاعر، ادیب اور دانشور بنتے ہیں ۔ لیکن

۱؎ بہ شکریہ : ماہنامہ اختلاف لاہور، اگست ستمبر ۹۰ء

نقیب ختم نبوت کے سالانہ خریدار متوجہ ہوں

● نقیب ختم نبوت کے جن سالانہ خریداروں کا چندہ ختم ہو چکا ہے ۔ وہ خریداری کی تجدید کے لئے فوراً مبلغ ۵۰/- روپے منی آرڈر روانہ کریں ۔

● خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ ادارہ جواب دینے کا پابند نہیں ۔

● ہر انگریزی مہینہ کی ۱۰ - ۱۱ تاریخ کو رسالہ پوسٹ کر دیا جاتا ہے ۔ ۲۰ تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو فوراً ادارہ کو مطلع کریں ۔ (سرکولیشن منیجر)

ایک تأثر

عبدالقدوس انصاری
احمدپور شرقیہ

حافظ محمد یوسف سیال ایڈووکیٹ

کاروانِ ختم نبوّت کا دیوانہ اور قافلہ امیر شریعت کا سپاہی چل بسا

کاروان ختم نبوت کا دیوانہ اور قافلۂ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک اور مخلص کارکن اپنی چندروزہ زندگی کا بستر لپیٹ کر چل بسا۔ انّا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یوں تو سب کو چلے جانا ہے یہ حیات مستعار کسی کا ساتھ نہیں دیتی، بس چند قدم چل کر خود ہار کر بیٹھ جاتی ہے۔ الموت، الموت، الموت حق کل نفس ذائقۃ الموت اور ہم سب نے یہ مزا چکھنا ہے۔ بس باقی رہے گا نام اللہ کا موت سب سے بڑی حقیقت ہے، جلالِ ربانی کا سب سے بڑا ثبوت ہے، سب سے بڑی دلیل سب سے بڑا نشان ھو الاوّل والآخر

ختم المرسلین کے دیوانوں کی محفل کے سب چراغ یکے بعد دیگرے بجھتے جا رہے ہیں۔ فدائے ختم نبوت' جواں سال حافظ محمد یوسف احمدپور شرقیہ کی بستی کا چراغ بھی موت کے ہاتھوں گل ہوگیا۔ مرحوم کی کس کس خوبی کا ذکر کیا جائے وہ کیا تھا بہت سی خوبیوں کا گلدستہ اوصاف کا مرقع، شرافت کا نمونہ حوصلہ مندی کی چٹان۔ علم وعمل کا پیکر، طاعت وعبادت کا مجسمہ، اس کے سفرِ آخرت پر چلے جانے سے کئی کلیجے امنڈ پڑے۔ کئی آنکھیں طوفان برسا رہی ہیں۔ مختصر یہ کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوبصورت ہنگامہ آن واحد میں منوں مٹی تلے دب گیا۔ اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے ربِّ ذوالمنن اس کے کروٹ کروٹ جنت الماویٰ نصیب فرمائے۔

مرحوم کو قافلۂ امیر شریعتؒ کے ایک فرد ہونے پر ہمیشہ فخر رہا۔ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وحرمت کا تحفظ موصوف مرحوم کا اوڑھنا بچھونا تھا، مسرت وشادمانی، راحت وتسکین سب کچھ وہی تھا۔ اس نے زندگی کی ہمہ قسم آسائشیں ختم نبوتؐ کی ترویج پر والہانہ نثار کر دیں۔ ختم الانبیاء کی بے پایاں اور بے پناہ محبت وتڑپ اسکی دلی ولولوں کو تابندہ کئے ہوئے تھی اور جذبوں کو تروتازگی بخشتے ہوئے اس کی آئینہ بنی رہی۔ اس کے لئے سب سے بڑی نعمت و دولت رحمۃ اللعالمین کی غلامی تھی۔

وہ بھی سدا بہار رہنے والا نوجوان تھا۔ ختم نبوت کی ہمنوائی اس کا طرۂ امتیاز واعزاز تھا۔ ایک سچے پرخلوص رفیقِ غمگسار کی حیثیت سے راقم سے بھی انہیں بہت پیار تھا۔ اس کی زندگی کی بیشتر بہاروں کی ہمنوائی مجھ کو بھی نصیب رہی۔ مرحوم کہا کرتے سامانِ آخرت بنانے والے ختم نبوت کے بے نوا راہیو! اس معرکہ میں باہم قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر چلو کہ آخرۃ

کے لئے سب سے بڑی دولت وسعادت ہے جس نے اس دولت سے دامن بھر لیا وہ فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً کی خوبصورت تفسیر بن گیا۔ اور اس تفسیر کے پیشِ نظر ختم نبوّت کی قوسِ و قزح کے جلو میں زندگی بھر رواں دواں رہے۔

واحسرتا! قصّہ مختصر جواں سال حافظ محمد یوسف سیال اپنے چاہنے والوں کو غم واندوہ میں سسکتا چھوڑ کر مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ جانے والوں کو کون روک سکتا ہے کوئی نہیں روک سکتا۔ عزیز واقارب رفیق وشفیق کوئی بھی تو روک نہیں سکتا اور یہی افسانۂ ہجر و وصال اور فنا و بقا کی سرحدوں کا امتیاز ہے۔

آسماں اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے

بقیہ از صفحہ ۵۴

—— "نام نہاد اسلام پسندوں کے بعد ہم گنہگاروں کو بھی آزما کر دیکھ لیں"

(بے نظیر بھٹو اور شاہ احمد نورانی کے مذاکرات)

؎ وہ چلی گھر سے بگولا اٹھا ویرانے سے   دوستی ہو گئی دیوانی کی دیوانے سے

—— میں بھٹو کا اصل جانشین ہوں، پی پی کی قیادت میں کروں گا۔ (کھر)

؎ جو بھی کرنا ہے کام اب کر لو
اپنے آگے کی ساری گھاس چر لو

—— آپ نظامِ مصطفیٰ کو اپنے پروگرام میں شامل کر لیں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔

(ملتان میں نورانی کا بے نظیر کو مشورہ)

میڈم نور جہاں! آپ ہمارے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہم آپ کا گانا سنیں گے۔

—— اصغر خاں نے پی پی سے انتخابی اتحاد کر لیا۔ (ایک خبر)

اڑے تو بجلی پناہ مانگے —— گرے تو خانہ خراب کر دے

—— اشرف خاں نے طاہر القادری سے اتحاد کر لیا۔ (ایک خبر)

قومی اتحاد کا مدھم ستارہ + عوامی تحریک کا دُم دار ستارہ

دے جا سخیا راہِ خدا تیرا اللہ ہی بوٹا لا دے گا۔

خادم حسین

زباں میری ہے بات اُن کی

—— میری بیٹی کی جان کو خطرہ ہے۔ (نصرت بھٹو)

پریشان کرنے والوں کو پریشاں ہم نے دیکھا ہے۔

—— ہم نے دل کھول کر شیروں کی طرح لائسنس دیے۔ (چودھری اعتزاز احسن)

چور اچکا چودھری تے غنڈی رن پردھان

—— بے نظیر نے پاکستان میں بجٹ پاس کرنے اور بچے پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ (بین الاقوامی ذرائع ابلاغ)

اس سے اچھا اور کیا کام کرتیں!

—— اسمبلیاں توڑنے سے جمہوریت کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ (ایک خبر)

ملک کے مقابلے میں محترمہ جمہوریت کیا وقعت رکھتی ہیں۔

—— مولانا فضل الرحمٰن جب چاہیں اور جہاں چاہیں ان سے مل سکتی ہوں۔ (بے نظیر)

تجھ سے ملنا خوشی کی بات سہی —— تجھ سے مل کر اداس رہتا ہوں

—— خصوصی عدالت میں پیش نہیں ہوں گا۔ (حاکم زرداری)

صرف فوجی عدالت میں پیش ہونے کا انتظار کریں۔

—— بے نظیر کو شوہر کی وضاحتیں کرنا پڑ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمدردی ہے (عابدہ حسین)

برسر اقتدار عورت کا معزول عورت کو پُرسا!

—— ملتان میں بارش کی کمی کی وجہ سے گرمی کی شدت میں اضافہ (ایک خبر)

اتنا تو فائدہ ہوا بارش کی کمی سے . اس شہر میں اب کوئی پھسل کر نہیں گرتا

—— لوگوں سے غیر مہذب سلوک کرنے والے پولیس والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ (آئی جی پنجاب)

پولیس اور تہذیب؛ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

—— مختلف شہروں میں اسمبلیوں کے توڑے جانے پر آتش بازی اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ (ایک خبر)

کہ "اک مصیبت سے جان چھوٹی ہے"
—— کیا اسلامی ہے، اور کیا غیر اسلامی، فیصلہ صرف عوام کے نمائندے کر سکتے ہیں۔ (یحییٰ بختیار)

اکثر لوگ دماغ کی بجائے پیٹ سے سوچتے ہیں۔
—— جمہوریت کی جوان مرگی افسوسناک ہے۔ (نوابزادہ نصراللہ خان)

حُقّہ چھکیا اے دم لا کے .... تساں آیاں دیاں کیہہ خوشیاں، گئے وَیندے ہو غم لا کے۔
—— خواتین کے بغیر اسمبلیاں جمہوری نہیں ہوں گی۔ (تہمینہ دولتانہ)

جس طرح عورت کی تصویر کے بغیر کوئی اشتہار مکمل نہیں ہوتا۔
—— اقتدار کی برطرفی کے بعد بلاول ہاؤس میں پہلی پریس کانفرنس کے دوران بے نظیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (ایک خبر)

تم نے دیکھا ہے فقط باہر سے دیواروں کا رنگ
دل پہ کیا گذری پسِ دیوار آ کر دیکھئے!

—— نورانی کی صدام حسین کو اسلام دشمنوں کے خلاف دلیرانہ رویہ اختیار کرنے پر مبارکباد (خبر)

افریقہ کے تبلیغی دورہ کے لئے آپ کی ٹکٹ پکی ــ!
—— بے نظیر تسبیح کے دانوں پر گنتی رہتی ہیں۔ کہ آصف زرداری نے کتنے کروڑ روپیہ جمع کر لیا ہے۔
(اعجاز الحق)

آم کے آم —— گٹھلیوں کے دام!
—— پیپلز پارٹی ایک طرف ہم سے معاشقہ لڑاتی رہی۔ دوسری طرف ہمارے ساتھیوں کو ہمارے خلاف استعمال کیا۔ (ولی خان)

"مشرقی معشوق کی کہہ مکرنیاں" اور کسے کہتے ہیں؟
—— "آئے گی پھر آئے گی" بے نظیر کی آمد پر اسلام آباد میں ہزاروں افراد کے نعرے۔ (ایک خبر)

دولتِ حسن بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ! ساتھ پھرتے ہیں حسینوں کے تماشائی

(بقیہ صہ ۵۲ پر)

دیدہ ور

ایک چہرہ کئی روپ

میں وسکی پیتا ہوں ....! وزیراعظم جتوئی

بھارت کے وزیراعظم مرارجی ڈیسائی نے کہا" میں پیشاب پیتا ہوں"

پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا" میں شراب پیتا ہوں"

آئیے دیکھتے ہیں اس حوالے سے پاکستان کے موجودہ وزیراعظم غلام مصطفےٰ جتوئی کیا کہتے ہیں۔

اقتدار سے پہلے

۱۷۔ جون ۱۹۹۰ء کو آل پارٹیز شریعت کانفرنس کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے متحدہ حزبِ اختلاف کے قائد جناب غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا کہ پاکستان اسلامی نظام کے لئے وجود میں آیا ہے۔ لیکن افسوس کہ ضیاء الحق مرحوم کے سوا کسی نے یہاں نفاذِ اسلام کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ جناب جتوئی نے کہا کہ ملک بھر کے عوام اپنے منتخب ارکانِ اسمبلی پر دباؤ ڈالیں کہ وہ شریعت بل کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ حکمران اور اپوزیشن کی ہر جماعت قرآن و سنت پر مبنی نظام کے قیام کا وعدہ کر کے آئی ہے۔ اور اب اس بل کی منظوری اس کا فرض ہے۔ (بحوالہ روزنامہ تکبیر۔ ۵ جولائی ۱۹۹۰ء۔ رپورٹ عرفان صدیقی۔ اسلام آباد)

اقتدار کے بعد

روزنامہ "جنگ" اشاعت ۱۰ اگست ۱۹۹۰ء کے جمعہ میگزین میں وزیراعظم غلام مصطفےٰ جتوئی کی ذاتی زندگی سے متعلق پہلا انٹرویو شائع ہوا جس میں انٹرویو لینے والے جناب افتخار احمد وزیراعظم سے سوال کرتے ہیں:

س! پاکستان کی تحریک آخری مراحل میں تھی ...... آپ کے والد مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے رکن بھی رہے۔ ان دنوں کی کوئی یاد.......

ج .... بڑا جوش و ولولہ تھا، بڑا شوق تھا۔ ۴۶-۱۹۴۵ میں الیکشنوں میں میں نے بڑا بھرپور حصہ لیا... اس وقت میری عمر چودہ سال کی ہوگی۔ اس زمانے میں دیہاتوں میں یہ نعرہ تھا " ایک نیا ملک بن رہا ہے، مسلم لیگ بنا رہی ہے۔ ہندوؤں سے نجات ملے گی " پہلی مرتبہ عوام تک پہنچایا گیا۔ اس لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ " پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ ....!

نہیں تھا۔ اس وقت جناب اور کسی نے بھی یہ نعرہ استعمال ہی نہیں کیا۔ اس وقت ہم مسلمانوں کو بتا رہے تھے۔ کہ آپ کے معاشی مسائل تب دور ہوں گے۔ جب پاکستان بنے گا۔

پارٹی کا آغاز

برطانوی اخبار "اکانومسٹ" کی نامہ نگار "ایما ڈنکن" کی کتاب "بریکنگ دی کرفیو اے پولیٹیکل جرنی تھرو پاکستان"۔ جس کا ترجمہ "پاکستان کا سیاسی سفرنامہ" کے نام سے جناب "ستار طاہر" نے کیا۔ کا ایک اقتباس قارئین کی نذر ہے۔

" جب جتوئی لاہور میں اپنی پارٹی کا آغاز کر رہا تھا۔ تو میں اُس سے ملنے گئی۔ اس نے بتایا کہ یہ نئی پارٹی قدامت پسند مذہبی رہنماؤں سے بھی اپیل کر رہی ہے کہ وہ اسی کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ قدامت پسند مذہبی رہنما عورت کی حکمرانی کے مخالف ہیں۔

عورت کی حکمرانی کے خلاف بات سن کر جب میں نے طنزیہ انداز میں دیکھا تو اس نے اپنے ہاتھ اُوپر کر کے کہا :۔

" آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ایک ترقی پسند انسان ہوں۔ بس وہسکی پیتا ہوں۔

(پاکستان کا سیاسی سفرنامہ، ترجمہ ستار طاہر)

نرخنامہ اشتہارات

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم	=/۱۰۰۰ روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ	=/۸۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم)	=/۳۰۰ روپے
〃 〃 (۱/۲)	=/۱۵۰ روپے
〃 〃 (۱/۴)	=/۷۵ روپے

مُستقل مُعاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

نقیب ختم نبوّت

زیرِ تعمیر:

فون: ۷۲۸۱۳

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

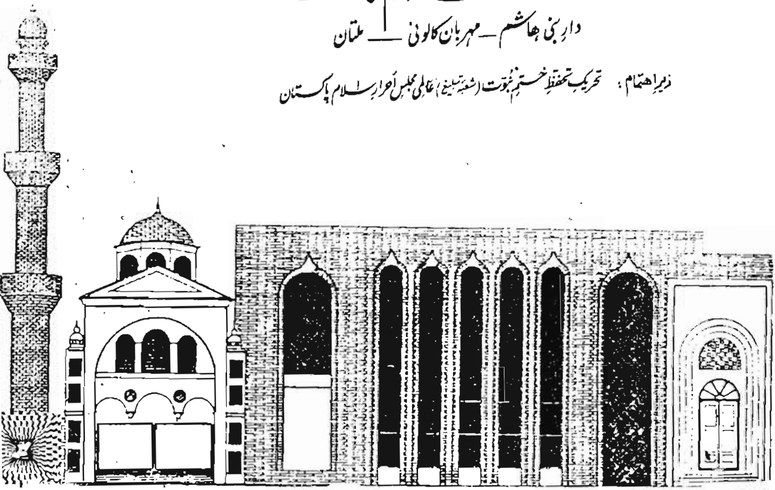

مسجد کی بنیادیں مکمل ہو چکی ہیں، تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیں، نقد و سامانِ تعمیر

دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں — ترسیلِ زر کیلئے:

منتظم و متوّلی ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم — ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

بارہویں سالانہ یک روزہ

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ بمقام جامع مسجد احرار — ربوہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، امیر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت
جانشین امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری

زیرِ صدارت

قائد تحریک تحفظِ ختم نبوت ابنِ امیرِ شریعت
حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

جس میں

ملک بھر سے ہزاروں احرار فدائین، مزدور، کسان اور طلباء شریک ہو رہے ہیں

پروگرام

بیانات: صبح ۱۰ بجے تا ۱۲ بجے **جلوس:** ایک بجے تا نماز عصر:

مسجد احرار تا مسجد بخاری دورانِ جلوس زعماء احرار کے ایمان افروز بیانات ہوں گے

تحریکِ تحفظِ ختم نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: ربوہ ۸۸۶، لاہور ۲۴۶۰۶۸ - ملتان ۷۲۸۱۳ - چیچہ وطنی ۲۱۱۲